ہفت روزہ بدر قادیان-143516

بسم اللہ الرحمن الرحیم ‘ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدرٍ وَّ اَنتُم اَذِلَّةٌ

جلد46 | شمارہ 19

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 100روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20پونڈیا40ڈالر امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک10پونڈ
یا20 ڈالرامریکن۔

30 ذی الحجہ 1417 ہجری 8ہجرت 1376ہش 8 مئی 1997ء

اخبار احمدیہ

لندن ۳ مئی (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ بروز جمعہ حضور انور ایدہ اللہ کا سابقہ ریکارڈ شدہ خطبہ ایم ٹی اے سے نشر کیا گیا جس میں حضور نے شوریٰ کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے احباب جماعت کو آپسی اتحاد و محبت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پیارے آقا کی صحت و سلامتی و درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی و خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے امام کا ہر آن حامی و ناصر ہو اور ہر قدم پر تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ)

اگر تم سچا تعلق رکھتے ہو تو خدا تعالیٰ سے پکا عہد کر لو کہ اس قدر چندہ ضرور دیا کروں گا اگر کوئی معاہدہ نہیں کرتا تو اسے خارج کرنا چاہئے وہ منافق ہے اور اس کا دل سیاہ ہے

......ارشادات باری تعالیٰ......

لن تنالوا البرَّ حتی تنفقوا مما تحبونَ وما تنفقوا من شیئٍ فانَّ اللہ به علیم (ال عمران رکوع ۱۰)

ترجمہ:۔ تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے خدا کیلئے خرچ نہ کرو اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اسے یقیناً خوب جانتا ہے۔

ومالکم الاّ تنفقوا فی سبیل اللہ وللہ میراثُ السّمٰوتِ والارض۔ من ذاالذی یقرض اللہ قرضا حسناً فیضعفه له وله اجر کریم (حدید آیت ۱۱ اور ۱۲)

ترجمہ:۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمان اور زمین کی میراث (یعنی جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے) اللہ ہی کی ہے۔ کیا کوئی ہے جو اللہ کو اپنے مال کا اچھا ٹکڑہ کاٹ کر دے تاکہ وہ اسے اس کیلئے بڑھائے اور اس کیلئے ایک معزز بدلہ مقرر ہے۔

......ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم......

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مامن یوم یصبح العباد فیه الاملکان ینزلان فیقول احدهما اللهم اعط منفقاً خلفاً ویقول الاخر اللهم اعط ممسکا تلفاً (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر صبح دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ بخیل کے مال کو برباد کر دے۔

وعنه انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال قال الله تعالیٰ انفق یا ابن ادم ینفق علیك. (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹو خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا۔

......ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام......

اور قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجالاوے مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے دیکھو دنیا میں کوئی بھی سلسلہ بغیر چندے کے نہیں چلتا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔

اس وقت اس سلسلہ کو بہت سی امداد کی ضرورت ہے انسان اگر بازار جاتا ہے تو بچے کی کھیلنے والی چیزوں پر ہی کئی پیسے خرچ کر دیتا ہے تو پھر یہاں اگر ایک ایک پیسہ دے دیوے تو کیا حرج ہے خوراک کیلئے خرچ ہوتا ہے لباس کیلئے ہوتا ہے اور ضرورتوں کیلئے خرچ ہوتا ہے تو کیا دین کیلئے ہی مال خرچ کرنا گراں گزرتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ ان چند دنوں میں صدہا آدمیوں نے بیعت کی ہے مگر افسوس ہے کہ کسی نے ان کو کہا بھی نہیں کہ یہاں چندوں کی ضرورت ہے خدمت کرنی بہت مفید ہوتی ہے جس قدر کوئی خدمت کرتا ہے اسی قدر وہ راسخ الایمان ہو جاتا ہے اور جو کبھی خدمت نہیں کرتے ہمیں تو ان کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔

چاہئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک متنفس عہد کرے کہ میں اتنا چندہ دیا کروں گا کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے عہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے اس دفعہ تبلیغ کیلئے جو بڑا بھاری سفر کیا جاوے تو اس میں ایک رجسٹر بھی ہمراہ رکھا جاوے جہاں کوئی بیعت کرنا چاہے اس کا نام اور چندہ کا عہد درج رجسٹر کیا جاوے ہر ایک آدمی کو چاہئے کہ وہ عہد کرے کہ مدرسہ میں اس قدر چندہ دیوے گا اور لنگر خانہ میں اس قدر۔

بہت لوگ ایسے ہیں کہ جن کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ چندہ بھی جمع ہوتا ہے ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہئے کہ اگر تم سچا تعلق رکھتے ہو تو خدا تعالیٰ سے پکا عہد کر لو کہ اس قدر چندہ ضرور دیا کروں گا اور ناواقف لوگوں کو یہ بھی سمجھایا جاوے کہ وہ پوری تابعداری کریں اگر وہ اتنا عہد بھی نہیں کر سکتے تو جماعت میں شامل ہونے کا کیا فائدہ؟ نہایت درجہ کا بخیل بھی اگر ایک کوڑی بھی روزانہ اپنے مال میں سے چندے کیلئے الگ کرے تو وہ بھی بہت کچھ دے سکتا ہے ایک ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے اگر کوئی چار روٹی کھاتا ہے تو اسے چاہئے کہ ایک روٹی کی مقدار اس میں سے اس سلسلہ کے لئے بھی الگ کر رکھے اور نفس کو عادت ڈالے کہ ایسے کاموں کیلئے اسی طرح سے نکالا کرے۔

چندے کی ابتدا اس سلسلہ سے ہی نہیں ہے بلکہ مالی ضرورتوں کے وقت نبیوں کے زمانہ میں بھی چندے جمع کئے گئے تھے ایک وہ زمانہ تھا ذرا چندے کا اشارہ ہوا تو تمام گھر کا مال لا کر سامنے رکھ دیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسب مقدور کچھ دینا چاہئے اور آپ کی منشا تھی کہ دیکھا جاوے کہ کون کس قدر لاتا ہے ابوبکر نے سارا مال لا کر سامنے رکھ دیا اور حضرت عمر نے نصف مال آپ نے فرمایا کہ یہی فرق تمہارے مدارج میں ہے اور ایک آج کا زمانہ ہے کہ کوئی جانتا ہی نہیں کہ مدد دینی بھی ضروری ہے حالانکہ اپنی گزران عمدہ رکھتے ہیں ان کے برخلاف ہندوؤں وغیرہ کو دیکھو کہ کئی کئی لاکھ چندہ جمع کر کے کارخانہ چلاتے ہیں اور بڑی بڑی مذہبی عمارات بناتے ہیں اور دیگر موقعوں پر صرف کرتے ہیں حالانکہ یہاں بہت ہلکے چندے ہیں پس اگر کوئی معاہدہ نہیں کرتا تو اسے خارج کرنا چاہئے وہ منافق ہے اور اس کا دل سیاہ ہے ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ ماہواری روپے ہی ضرور دو ہم تو یہ کہتے ہیں کہ معاہدہ کر کے دو جس میں کبھی فرق نہ آوے صحابہ کرام کو پہلے ہی سکھایا گیا تھا "لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون" اس میں چندے دینے اور مال صرف کرنے کی تاکید اور اشارہ ہے۔

یہ معاہدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے اس کو بناہنا چاہئے اس کے برخلاف کرنے میں خیانت ہوا کرتی ہے کوئی کسی ادنیٰ درجہ کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہو سکتا تو احکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح اسے اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے۔ ایک آدمی سے کچھ نہیں ہوتا جمہوری امداد میں برکت ہوا کرتی ہے بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس وغیرہ لگا کر وصول کرتے ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادے پر چھوڑتے ہیں چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔ پس ضرور ہے کہ ہزار در ہزار آدمی جو بیعت کرتے ہیں ان کو کہا جاوے کہ اپنے نفس پر کچھ مقرر کریں اور اس میں پھر غفلت نہ ہو۔ (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۴۳)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان:

لا اله الا الله محمد رسول الله

ہفت روزہ بدر قادیان ادا ریہ 8 مئی 1997

حج کے موقعہ پر منیٰ میں خوفناک آگ

آمدہ خبروں کے مطابق امسال حج کے موقعہ پر مکہ معظمہ سے ۱۱ کلو میٹر دور منیٰ میں حاجیوں کے خیموں میں خوفناک آگ بھڑک اُٹھی جس سے آن کی آن میں ستر ہزار خیمے جل کر راکھ ہو گئے۔ سینکڑوں حاجی اس طرح جل کر راکھ ہو گئے کہ ان کی شناخت بھی ناممکن ہو گئی۔ ہزاروں زخمی ہو گئے۔ خبروں کے مطابق اس آتش زدگی کا زیادہ شکار پاکستان اور ہندوستان کے حاجی ہوئے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آگ کسی اچانک حادثہ کے نتیجہ میں لگی ہو گی تاہم اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس میں کسی کی شرارت کا دخل ہو۔

حج میں حاجیوں کو نقصان پہنچنے کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے قبل ازیں ۱۹۹۰ء میں ایک سرنگ میں بھگدڑ پڑ جانے کی وجہ سے ۱۴۲۶ زائرین ہلاک ہو گئے تھے اسی طرح ۱۹۹۴ء میں ایک بار پھر بھگدڑ کی وجہ سے ۲۷۰ افراد مارے گئے تھے۔

ان سب واقعات سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ سعودی عرب حکومت حج کے موقعہ پر آنے والے زائرین کی حفاظت کا مکمل انتظام نہیں کر پاتی۔ اگر کثیر تعداد میں آنے والے حجاج کے باعث حفاظت کے مسائل سے نمٹنے میں دشواری ہے تو پھر ہر ملک سے صرف اسی قدر تعداد میں زائرین کو اجازت دی جانی چاہئے۔ جتنی تعداد کو سہولت سے سنبھالا جاسکے۔ اور ان کی حفاظت کا معقول انتظام کیا جاسکے۔ یاد رہے امسال ۲۰ لاکھ زائرین حج کیلئے گئے تھے جن میں سے اکاسی ہزار ہندوستانی تھے۔

اس میں شک نہیں کہ حج ایک خالص مذہبی عبادت ہے لیکن اس موقعہ پر بعض لوگوں کی طرف سے بعض طریقوں سے اپنے سیاسی مقاصد بھی حل کئے جاتے ہیں۔ اور اس کا رواج دن بدن بڑھتا جارہا ہے چنانچہ امسال بھی بعض مسلم ممالک جن میں ایران پاکستان الجیریا۔ کویت۔ لیبیا اور تیونس کے مظاہرین شامل تھے کی جانب سے مکہ میں امریکہ اور اسرائیل کے خلاف مظاہرے کئے گئے۔ یہ طریق جہاں خالص مذہبی عبادت میں مخل ہو سکتا ہے وہیں اس کے نتیجہ میں آئندہ سیکورٹی کے بھاری مسائل بھی منہ کھول سکتے ہیں۔!!

سعودی عرب کے پاس مال و دولت اور ظاہری وسائل کی کمی نہیں ہے اگر وہ چاہے تو حجاج کیلئے یقیناً بسہولت انتظامات کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے بجائے کپڑے کے خیموں کے مستقل طور پر زائرین کیلئے ایسی بیرکس بنائی جاسکتی ہیں جو ٹھنڈی بھی ہوں اور آگ سے بھی محفوظ رہ سکیں اور اگر سعودی عرب حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ اس قدر وسائل مہیا کرنا اس کے بس میں نہیں ہے تو اس سلسلہ میں دیگر مسلم ممالک سے بھی تعاون لیا جاسکتا ہے بلکہ دنیا کے تمام مالک جہاں سے حاجی تشریف لاتے ہیں وہ سب اس سلسلہ میں تعاون دے سکتے ہیں۔

اس طرح نظم و ضبط کے قیام کیلئے اگر حج کے دنوں دقتیں پیش آئیں اور سعودی عرب کی پولیس اس سلسلہ میں کافی نہ ہو تو ہنگامی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے دیگر ممالک سے بھی رضاکارانہ خدمات لی جاسکتی ہیں۔ اس طرح بھگدڑ یا کسی اچانک حادثہ یا کسی شرارت کے نتیجہ میں ہونے والی اموات و نقصانات سے بچا جاسکتا ہے۔

اسلام ایک بین الاقوامی مذہب ہے اور حج ایک بین الاقوامی عبادت ہے اگرچہ موجودہ سعودی حکومت کی جانب سے تاحال صرف مسلمانوں کو ہی یا جن کو وہ مسلمان سمجھتے ہیں حج کیلئے جانے کی اجازت دی جاتی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی روشنی میں حج کی زیارت کیلئے صرف مسلمان ہی مخصوص نہیں ہیں جو بھی اس مقدس مقام کی زیارت کیلئے جانا چاہے اسے حاضری دینے کی اجازت ہونی چاہئے۔ فرمان الٰہی ہے۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبٰرکا و ھدی للعلمین ۔ فیه اٰیٰت بینٰت مقام ابراھیم و من دخله کان امنا ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا و من کفر فان الله غنی عن العلمین۔ (آل عمران : ۹۷-۹۸)

ترجمہ۔ سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے فائدہ کیلئے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ میں ہے وہ تمام جہانوں کیلئے برکت والا (مقام) اور موجب ہدایت ہے۔ اس میں کئی روشن نشانات ہیں ؑابراہیم کی قیام گاہ ہے جو اس میں داخل ہو وہ امن میں آجاتا ہے اور اللہ نے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں یعنی جو بھی اس تک جانے کی توفیق پائے اور جو انکار کرے تو وہ یاد رکھے کہ اللہ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

مذکورہ آیات میں بتایا گیا ہے۔

۱۔ انسانوں کو رہائش کی تہذیب سکھانے کیلئے سب سے پہلا گھر بیت اللہ شریف کی شکل میں (جو نہایت سادہ سی تعمیر ہے) سکھایا گیا تھا۔

۲۔ اسی طرح فرمایا کہ وہ گھر "الناس" کیلئے یعنی تمام انسانوں کیلئے برابر ہے اس مقام پر بحیثیت انسان کسی کی کوئی تفریق نہیں کہ ہندو ہے یا مسلمان عیسائی ہے یا یہودی۔

۳۔ پھر فرمایا کہ اس کی برکت صرف مسلمانوں کیلئے نہیں بلکہ تمام جہانوں کو برکت عطا کرنے والا ہے۔

۴۔ خاص طور پر مقام ابراہیم کا ذکر فرمایا ہے یعنی اس نبی معظم کا جو یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک قدر مشترک ہے بلکہ برہما کے نام سے ہندو گرنتھوں میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔

۵۔ فرمایا جو بھی اس میں داخل ہو گا وہ امن میں آجائے گا۔ وہاں داخل ہونے کے اعتبار سے کسی خاص طبقہ کو اجازت نہیں اور نہ کسی خاص طبقہ کو روک ہے بلکہ جو بھی داخل ہو گا وہ سمجھو امن میں آگیا۔ اس کو امن دینا پھر اس وقت کی انتظامیہ کا فرض ہو گا۔

۶۔ شک ہو سکتا تھا کہ شاید حج کے موقعہ پر وہاں صرف مسلمان ہی جائیں گے۔ اللہ نے اس شک کو بھی یہ کہہ کر دور فرمادیا کہ۔ ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا کہ صرف اور صرف اللہ کی خاطر "الناس" یعنی لوگوں پر " علی المسلمین " نہیں فرمایا بلکہ "الناس" فرمایا کہ تمام طبقہ کے لوگوں کو اس کی زیارت کی اجازت ہو گی کہ اگر وہ قرآن مجید کے بیان فرمودہ طریق کے مطابق زیارت کرنا چاہیں تو بیشک کریں۔

پس مذکورہ آیات میں خانہ کعبہ کو اور حج کو بجائے مسلمانوں سے باندھنے کے الناس سے باندھنا اسلام کی عالمگیریت اور بیت اللہ شریف کی عالمگیریت کی ایک واضح دلیل ہے اور کیوں نہ ہو وہ قوم جس کو دنیا کے تمام لوگوں کے فائدہ کیلئے بنایا گیا ہے اس کا مرکز تمام دنیا کے لوگوں کو فیض پہنچانے سے کیسے محروم رہ سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ " کنتم خیر امة اخرجت للناس" کہ اے مسلمانو تم خیر امت ہو تم صرف مسلمانوں کے فائدہ کیلئے نہیں بلکہ " الناس "یعنی تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔ پس مسلمان الناس کیلئے ہیں بیت اللہ شریف الناس کیلئے ہے حج الناس کے لئے ہے۔

لیکن حیرت کی انتہا ہے کہ موجودہ سعودی عرب حکومت نے نہ صرف زیارت بیت اللہ شریف کو مسلمانوں کیلئے خاص کر دیا ہے بلکہ وہ بھی ان مسلمانوں کیلئے جن کو وہ مسلمان سمجھتے ہیں اور جو ان کی نظروں میں مسلمان نہیں وہ حج بیت اللہ سے محروم ہے۔

پس مذہبی تعصب کو ختم کر کے قرآن شریف کی روشنی میں بیت اللہ کے فوائد کو سب کیلئے عام کیا جانا چاہئے اور کلمہ پڑھنے والے اور اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے کسی انسان کو حج بیت اللہ سے محروم نہیں کیا جانا چاہئے۔ ایسی ہی رکاوٹوں سے دل دکھتے ہیں دلوں کے دکھنے سے جدائیاں بڑھتی ہیں اور پھر جدائیوں سے دشمنیوں کے بچے جنم لیتے ہیں جن سے ایک طرف عدم تعاون پھوٹتا ہے تو دوسری طرف سیکورٹی کے مسائل جنم لیتے ہیں۔ یہی حکمت ہے کہ قرآن مجید نے نہ صرف زیارت بیت اللہ کو تمام بنی نوع انسان کیلئے عام قرار دیا ہے بلکہ اس گھر کے مرکز کو تمام بنی نوع انسان کو امن اور برکت عطا کرنے والا بتایا ہے۔

آخر پر حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کی اس تعلق میں ایک نصیحت ملاحظہ فرمائیں۔

"آپ اے احمدی جماعت آپ کو اس کام پر مامور بنایا گیا ہے آپ کو اس اعلیٰ مقصد کا خادم مقرر فرمایا گیا ہے اور میں ادنیٰ سے شبہ کے بغیر کامل یقین سے خدا کو گواہ ٹھہرا کر بتاتا ہوں کہ وہ حج جو آئندہ زمانوں میں جماعت احمدیہ کی خدمات کے نتیجہ میں خدا کے ہاں جب مقبولیت حاصل ہو گی ان کو اس کے نتیجے میں بالآخر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تمام بنی نوع انسان کریں گے۔ (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ان معنوں میں کہ عاشق صادق سب عاشقوں سے بڑھ کر آپ ہیں) آپ سے عشق کے رنگ سیکھتے ہوئے وہ حج ادا کریں گے جو عالمگیر ہو گا جو آئندہ زمانوں میں لازماً ہو گا وہ حج ہے جو حقیقت میں محمد رسول اللہ کے ادا کئے ہوئے حجوں کے بعد حج اکبر ہو گا جس سے تمام دنیا کے انسان اکٹھے ہو جائیں گے ان کو اکٹھا کرنے کے انداز آپ نے سکھانے ہیں ان کو اکٹھا ہونے کی تربیت آپ نے انہیں دینی ہے اور وہی صفات حسنہ ہیں جن کا ان آیات میں بیان ہوا ہے ان صفات حسنہ کے آپ پجاری بن جائیں ان کا پرچار کرنے والے ہو جائیں ان کے منادی بن جائیں تب دنیا کو ایک ہاتھ پر ایک جگہ اکٹھا کرنے کی داغ بیل ڈالی جائے گی وہ خانہ کعبہ جو بیت عتیق تھا وہ اول بھی ہو گا اور آخر بھی ہو گا اور اس طرح وہ مضمون جو آغاز آفرینش سے شروع ہوا تھا وہ اپنے منتہی کو پہنچے گا۔" (خطبہ عیدالاضحیہ ۲۱ مئی ۱۹۹۴)

(منیر احمد خادم)

دیوبندی چالوں سے بچیئے!

قارئین کے پرزور اصرار پر مکرم منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر بدر کے مذکور عنوان پر قسط وار اداریوں کو کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔

☆اسی طرح قسط وار اداریے۔ "ایڈز...... قدرت کا ایک بھیانک انتقام"
بھی کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ قارئین درج ذیل پتہ پر طلب فرما سکتے ہیں۔ (ادارہ)

NAZARAT NASHR-O-ISSHAT
POST: QADIAN-143516
DISTT-GURDASPUR, PUNJAB
(INDIA)

خطبہ جمعہ

دُرُود کی حقیقت محبّت سے ہے اور محبت کے بغیر درود کے کوئی بھی معنے نہیں ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۸ تبلیغ ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

قل يٰعبادى الذين اسرفوا علىٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله
ان الله يغفر الذنوب جميعاً انه هو الغفور الرحيم- و انيبوآ الى ربكم
و اسلموا له من قبل ان ياتيكم العذاب ثم لاتنصرون-
واتبعوآ احسن مآ انزل اليكم من ربكم من قبل
ان ياتيكم العذاب بغتةً و انتم لا تشعرون-

(سورہ الزمر ۵۴ تا ۵۶)

یہ آیات کریمہ ہیں جن کے حوالے سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر میں آپ کے سامنے پیش کر رہا تھا کہ آپ نے "یٰعبادی" کے خطاب سے کیا کیا مطالب نکالے ہیں اور ان کو مد نظر رکھ کر اس آیت کا مضمون سمجھنا اور اس سے استفادہ کرنا آسان ہو جاتا ہے- تو فرماتے ہیں "اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ ماحصل اس آیت کا یہ ہے کہ جو لوگ دل و جان سے تیرے یا رسول اللہ!" یا بمعنی اور نہیں بلکہ اے رسول مراد ہے تو یاد رہے کہ "جو لوگ دل و جان سے تیرے یا رسول اللہ! غلام بن جائیں گے ان کو وہ نور ایمان اور محبت اور عشق بخشا جائے گا کہ جو ان کو غیر اللہ سے رہائی دے دے گا-" تو محبت اور عشق کا بخشا جانا یہ غیر اللہ سے رہائی کے لئے ضروری ہے- یہی وہ مضمون ہے جو میں گزشتہ خطبے میں بیان کر چکا ہوں اس کے بعض اور پہلو ایسے ہیں جو زیادہ وضاحت کے ساتھ کھولنے والے ہیں-

فرماتے ہیں "اور اسی دنیا میں ایک پاک زندگی ان کو عطا کی جائے گی اور نفسانی جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے وہ نکالے جائیں گے"- "نفسانی جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے وہ نکالے جائیں گے"- دراصل انسان یا اپنے نفس کا غلام اور اپنی خواہشات کا عاشق ہوتا ہے یا اللہ کا اور اللہ کے رسول کا، درمیان میں باقی کوئی اور منزل ہی نہیں ہے- جو بھی محبوب ہو خدا اور اس کے رسول کے سوا یعنی ان کے مقابل پر وہ سب نفس کی عبادت کرنے کا دوسرا نام ہے- اس کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں اور اس عبادت میں کوئی زندگی نہیں ہے اسی کا نام موت ہے- چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو کیسی عمدگی اور قوت کے ساتھ کھولا ہے کہ "نفسانی جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے وہ نکالے جائیں گے"- "اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے انا الحاشر الذی یحشر الناس علیٰ قدمی" کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں وہ حشر برپا کرنے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جائیں گے-

فرمایا "اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے انا الحاشر الذی یحشر الناس علیٰ قدمی" "یعنی میرے قدم پر لوگ اٹھائے جائیں گے" "یعنی میں وہ مردوں کو اٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں" "یعنی اٹھائے جائیں گے کی بجائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ترجمہ فرمایا ہے "اٹھائے جاتے ہیں" چونکہ مضارع کے دونوں ترجمے ممکن ہیں 'جاتے ہیں، اٹھائے جائیں گے'- تو آپ نے یہ بہت زیادہ پر حکمت ترجمہ فرمایا- میں نے غلطی سے یہ ترجمہ سرسری طور پر کیا "اٹھائے جائیں گے" مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ترجمہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس دنیا میں ہی لوگ جو زندہ ہوتے ہیں وہ مردے جو صدیوں سے گڑے ہوئے تھے وہ محمد رسول اللہ ﷺ نے زندہ کر دیئے- یہ مستقبل کا وعدہ نہیں اس دنیا میں ہوتا ہے اور سامنے ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے- اور اگر یہ حقیقت کھل کر سامنے نہ آتی تو پھر یہ قرآن کریم کا دعویٰ کہ تم اس بندے کی غلامی کرو گے تو تم خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہو سکتے یہ دعویٰ محض ایک دعویٰ رہتا اس کا کوئی ثبوت نہ ہوتا- پس آنحضرت ﷺ نے جو گناہوں کی قبروں میں گڑے ہوئے مردے زندہ کر کے دکھا دیئے یہ ثابت کر دیا کہ اللہ ہر گناہ بخش سکتا ہے اور ہر گناہ خدا تعالیٰ کی بخشش کے تابع ایسا بخشا جائے گا جیسے اس کا وجود ہی کوئی نہیں تھا، از سر نو ایک نئی زندگی تمہیں عطا کی جائے گی- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مضمون کے متعلق مزید بیان فرماتے ہیں "انسان تو دراصل بندہ یعنی غلام ہے- غلام کا کام یہ ہوتا ہے کہ مالک جو حکم کرے اسے قبول کرے- اسی طرح اگر تم چاہتے ہو کہ آنحضرت ﷺ کے فیض حاصل کرو تو ضرور ہے کہ اس کے غلام ہو جاؤ" غلام ہوئے بغیر فیض ممکن نہیں ہے اور غلام ہونے کا نام گناہوں سے نجات ہے- پس یہ خیال کہ گناہوں میں مصروف رہو اور نجات کی توقع رکھو یہ بالکل ایک باطل خیال ہے جس کا ان آیات سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں- مراد یہ ہے کہ اگر زندگی میں تمہیں غلامی کی توفیق مل گئی پھر تمہارے پچھلے گناہ خواہ پہاڑوں کے برابر بھی ہوں وہ ایسے ختم کر دیئے جائیں گے، فنا کر دیئے جائیں گے گویا ان کا وجود کوئی نہیں تھا- "پس اگر تم چاہتے ہو کہ آنحضرت ﷺ کے فیض حاصل کرو تو ضرور ہے کہ اس کے غلام ہو جاؤ- قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے 'قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم'- اس جگہ بندوں سے مراد غلام ہی ہیں نہ کہ مخلوق- رسول کریم ﷺ کے بندہ ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ آپ پر درود پڑھو اور آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرو سب حکموں پر کار بند رہو"- پس درود کا تعلق بھی یہ غلامی میں لانے کے لئے ایک بہت ہی اہم تعلق ہے اور درود کا تعلق پھر اسی محبت سے ہوا کرتا ہے جو دراصل ہر مصیبت سے نجات بخشنے والی محبت ہے یعنی اللہ اور رسول کی محبت- جتنا آنحضرت ﷺ سے محبت ہو اسی قدر دل کی گہرائی سے درود اٹھ سکتے ہیں، اٹھتے ہیں اور اگر یہ محبت نہ ہو تو وہ درود بالکل بے معنی اور لغو ہیں ان کی کوئی بھی حقیقت نہیں- زبان سے درود اٹھنا جن کی جڑیں دل سے نہ پھوٹ رہی ہوں وہ ایسے ہی درخت ہیں جن کی جڑیں اکھڑ چکی ہوں ان کا جڑوں سے کوئی تعلق نہ رہے وہ ہزار سال بھی رہیں تو پھل نہیں لا سکتے- **پس درود کی حقیقت محبت سے ہے اور محبت کے بغیر درود کے کوئی بھی معنے نہیں ہیں-**

پس آپؑ فرماتے ہیں "آپؐ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرو، سب حکموں پر کار بند رہو"- یہ بھی ایسا سلسلہ ہے جیسا کہ میں نے بیان پہلے بھی کیا تھا محبت کے بغیر ممکن نہیں ہے- یہ آسان کام نہیں ہے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی اور پھر ایسی غلامی کہ ایک بھی حکم سے انسان باہر نہ جائے- یہ بہت بڑا دعویٰ ہے اور اسے محبت آسان کر سکتی ہے اس کے بغیر یہ ہو ہی نہیں سکتا- اس لئے بار بار آپ کو یاد دہانی کروا رہا ہوں کہ اس مضمون کی مشکلات کو بھی سمجھیں- کہنے میں بہت آسان باتیں ہو گئی ہیں مگر جتنا غور کریں گے اس کی مشکلات آپ کو پہاڑوں کی طرح سامنے دکھائی دیں گی- بعض دفعہ ایک عادت بھی انسان سنت اختیار کرنے کی خاطر چھوڑ نہیں سکتا اور وہ جو ہزاروں ایسی عادتوں میں جکڑے ہوئے ہوں ان کو یہ کہہ دینا کہ

اطاعت کرو تو تم نجات پا جاؤ گے یہ حل کی طرف اشارہ کرنے والی بات تو ہے لیکن حل پر عمل کروانے کے لئے یہ بات کافی نہیں- کیونکہ اگر کسی کو کہا جائے یہ دیکھو یہ پہاڑ ہے اس کی چوٹی پہ چڑھ جاؤ تو تمہیں دور دور کی عجیب چیزیں دکھائی دیں گی جو تم نے پہلے کبھی نہ دیکھی ہوں اور وہ پہاڑ ایسا Steep ہو، اتنا تیزی سے اوپر چڑھ رہا ہو کہ بڑے بڑے ماہرین کے بھی پتے پانی ہو جائیں اس کی وسعتوں کو دیکھ کر. تو کوئی آدمی کہے میں نے تو تجھے دکھا دیا تھا کہ یہ رستہ ہے اور پھر تو نے نہیں سفر کیا یہ تیرا قصور ہے تو یہ جو معمہ ہے، مشکل کا اور آسان کا، ان دونوں کا آپس کا تعلق، اس سلسلے میں کچھ باتیں میں نے گزشتہ خطبے میں بیان کی تھیں اب میں مزید اس مضمون کو آپ کے سامنے رکھتا ہوں-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جب انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسا محو ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی نہیں رہتا تب اس فنا کی حالت میں ایسے الفاظ بولے جاتے ہیں کیونکہ اس حالت میں ان کا وجود درمیان نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً یعنی ان لوگوں کو کہہ دو کہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے نومید مت ہو خدا تمام گناہ بخش دے گا- اب دیکھو اس جگہ "یا عباداللہ" کی جگہ "یٰعبادی" کہہ دیا گیا حالانکہ لوگ خدا کے بندے ہیں نہ آنحضرت ﷺ کے بندے مگر یہ استعارے کے رنگ میں بولا جاتا ہے- ان امور پر غور کرتے ہوئے جو ایک حقیقت انسان کے سامنے ابھرتی ہے یا ابھرنی چاہئے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے غلام کے معنوں ہی میں استعمال کیا ہو آنحضرت ﷺ کو یہ کیوں فرمایا کہ تو ان سے کہہ دے میرے بندو- اس کلام میں اشتباہ کا ایک خطرہ تو بہرحال رہتا تھا تو ضرورت کیا تھی، اس میں حکمت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے اپنے بندوں کو آپؐ کے سپرد اس طرح کر دیا کہ وہ مخاطب کرتے ہوئے یہی الفاظ بولیں کہ اے میرے بندو- اصل بات یہ ہے کہ جو وعدہ کیا جا رہا ہے وہ بہت بڑا ہے اور گنہگاروں کو جب مخاطب کیا جا رہا ہو کہ تم خدا کی بخشش سے مایوس نہ ہو تو جتنا بڑا گنہگار اتنا ہی خدا کے تصور سے دور- اب اس کو ایک فرضی بات پر یقین کیسے آئے گا، یہ تو ناممکن ہے نہ اس نے خدا دیکھا نہ سنا، نہ اس سے کبھی دل میں تعلق پیدا ہوا-

اب بعض دفعہ کسی صدمے کے نتیجے میں، بعض دفعہ ویسے ہی اللہ تعالیٰ دل کی آنکھیں کھول دیتا ہے اس کو توجہ پیدا ہوا اور وہ کہے کہ میں نے خدا تعالیٰ سے بخشش مانگنی ہے تو کس خدا سے کس حد تک بخشش کی امید رکھ سکتا ہے- جب تک کوئی نمونہ سامنے نہ ہو انسان اس بات پر ایمان نہیں لا سکتا- پس آنحضرت ﷺ وہ ظاہری نمونہ تھے بخشش کا جس سے بڑھ کر بخشنے والا اور رحم کرنے والا کوئی انسان کبھی پیدا نہیں ہوا- آپؐ کی ساری زندگی ایک بخشش کا اتنا عظیم اور پاک نمونہ تھی کہ انبیاء کی زندگی کو بھی آپ گہری نظر سے دیکھیں، جانچیں، تلاش کریں، مگر آپ کو آنحضرت ﷺ کا سا وجود انبیاء کے زمرے میں بھی کہیں دکھائی نہیں دے گا یعنی اس شان کا وجود-

رحمت اور بخشش کا آپؐ ایسا کامل نمونہ تھے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آپؐ کے متعلق فرماتا ہے "بالمؤمنین رؤف رحیم" وہ مومنوں کے لئے خدا تعالیٰ کی دو صفات کا ایسا مظہر تھا کہ گویا اللہ تعالیٰ نے وہ صفات اس کو عطا کر دیں- رؤوف، بے انتہاء رافت کرنے والا اور شفقت کرنے والا اور رحیم، بار بار رحم کرنے والا- ایک دفعہ غلطی ہوئی، دوسری دفعہ ہوئی، تیسری دفعہ ہوئی پھر رحم کرنے والا اور ذاتی معاملات میں گناہ بخشنے والا مگر اللہ کے معاملات میں اس کی امانت بخشش کی راہ میں حائل ہو جاتی تھی- یہ وہ مضمون ہے جس کو سمجھانے کی خاطر آنحضرت ﷺ کو اپنی نمائندگی میں یہ حق دیا کہ تو کہہ دے میرے بندو- اب یہ دو باتیں آنحضرت ﷺ کی سیرت کا ایک اتنا نمایاں پہلو ہیں کہ اس کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں بہت سے لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں-

آنحضور ﷺ اپنے نفس کے معاملے میں اتنے رحیم تھے کہ آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا- وہ غلام جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ان کی روایات آپ پڑھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے- بارہا غلطیاں کیں، بارہا وعدے کئے اور نہیں پورے ہو سکے- رسول اللہ ﷺ کسی کام پہ بھجواتے ہیں اور جا کے کھیل میں لگ جاتا ہے وہ کام بھول جاتا ہے مگر حضور اکرم ﷺ خود آتے ہیں پوچھتے ہیں کیا ہوا تھا اور کوئی سرزنش نہیں- خود کام کرتے ہیں- اپنی ازواج مطہرات سے جو آپ کا حسن سلوک ہے وہ رحیمیت اور رأفت دونوں کا ایک ایسا نمونہ ہے کہ دوسرے انسان میں دکھائی نہیں دیتا- مگر جہاں مالک تھے اپنے معاملات کے وہاں بخشش بے انتہا، جہاں خدا کی طرف سے نمائندہ تھے اور امین تھے وہاں یہ فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا- یہ وہ حیرت انگیز مضمون ہے جو آنحضرت ﷺ کی سیرت کے حوالے کے بغیر سمجھا ہی نہیں جا سکتا- خدا تعالیٰ بھی اس لئے رؤف رحیم اور بے مثال رؤف رحیم ہے کہ ہر چیز کا مالک ہے- پس آنحضرت ﷺ اس حد تک رستہ دکھاتے ہیں کہ جو آپ کے قبضے میں چیز تھی، جس کے آپ مختار تھے اس میں بے انتہا رحم کیا ہے، بے حد بخشش سے کام لیا ہے- جس میں خدا مالک تھا آپ نے کوئی تصرف نہیں کیا، ادنیٰ سا بھی تصرف نہیں کیا- مگر اللہ مالک ہے اس لئے محمد رسول اللہ پر انسان ٹھہر سکتا ہی نہیں کیونکہ ایک ایسے مالک کی طرف آپ کو بلایا جا رہا ہے جو ہر قسم کے گناہ بخش سکتا ہے- آنحضرت ﷺ کے اختیار میں جتنے تھے وہ آپؐ نے بخش کے دکھا دیئے جو اختیار میں نہیں تھے وہ خدا سے ملے بغیر بخشے جا ہی نہیں سکتے- اس لئے محمد رسول اللہ ﷺ کا نمونہ وہاں تک دکھایا جہاں تک انسانی اخلاق ترقی کر سکتے ہیں اور اس کے بعد جب اللہ کی حد شروع ہو جاتی ہے وہاں آپ اس مقام پر ٹھہر جاتے ہیں اور بندوں کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں- پس اپنے پاس آپؐ نے کسی بندے کو روکا ہی نہیں- ہر بندہ جو آپ کا بندہ بنا اس کو خدا کے سپرد کیا اور اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا اور وہ لوگ پھر "عبادالرحمٰن" بن گئے- چنانچہ جہاں ایک طرف یہ فرمایا "یٰعبادی" وہاں دوسری طرف "عبادالرحمٰن" کی صفات بیان فرمائی ہیں کہ اب یہ بندے جو محمد رسول اللہ کے بندے تھے یہ رکے نہیں جب تک "عبادالرحمٰن" نہ بن گئے ہوں- اور جب اللہ کے، رحمان کے بندے بن جائیں پھر ان کی کیا کیا شان ظاہر ہوتی ہے وہ ساری باتیں ان آیات میں بیان فرمائی گئی ہیں-

تو عباد کا جو مضمون ہے قرآن کریم کے حوالے سے وہ میں آپ کے سامنے مزید کھولوں گا مگر یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس میں نے آپ کو پڑھ کے سنایا ہے اس میں یہی بات بیان فرمائی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک وسیلہ تھے جو خدا کے بندوں کو بندہ بنا بنا کے اپنے آقا کے سپرد کرتے تھے تو ان بندوں کا جو خدا کے بندے کہلاتے ہیں پہلے بندہ بننا تو ثابت ہوا اس کے بغیر وہ کیسے بخشش کے طلبگار ہو سکتے ہیں- اس سلسلے میں قرآن کریم نے جو مختلف مضامین بیان فرمائے ہیں میں ان کو آپ کے سامنے رکھتا ہوں-

انابت کے متعلق میں نے عرض کیا تھا کہ اس میں دراصل محبت کا بھی مضمون ہے اور انابت کے نتیجے ہی میں دراصل انسان گناہوں پہ قابو پا سکتا ہے اور انابت کے نتیجے ہی میں اس دنیا میں عذاب سے مخلصی ہو سکتی ہے- اور یہ مضمون بہت گہرا اور لازمی ہے اس کو سمجھے بغیر آپ بخشش کی اور آئندہ زمانے یعنی مرنے کے بعد کی امیدیں قائم نہیں کر سکتے- ان امیدوں پر آپ کو یقین نہیں آ سکتا کیونکہ جب تک اس دنیا میں انابت کے نمونے آپ کے سامنے نہ ہوں اس وقت تک اس دنیا میں کیا ہو گا اس کے متعلق آپ کوئی یقین نہیں کر سکتے- تو اس کے لئے ایک تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے حوالے سے ہمیں یہ مضمون سمجھایا دوسرا روزمرہ کے تجربے سے بھی خدا تعالیٰ اسی مضمون کی طرف توجہ دلاتا ہے- فرمایا "افلم یروا الیٰ ما بین ایدیھم و ما خلفھم من السمآء والارض ان نشاء نخسف بھم الارض او نسقط علیھم کسفاً من السمآء ان فی ذالك لاٰیۃً لکل عبدٍ منیبٍ" وہاں بھی عبد اور انابت کا ذکر تھا عبد بنو اور منیب بنو اور اس آیت میں بھی عبد اور منیب بننے کا ذکر ہے اور مضمون یہی ہے کہ تمہیں عذاب سے اگر نجات چاہئے تو عبد منیب بن کے دیکھو خدا تمہیں کس طرح بچاتا ہے- چنانچہ فرماتا ہے تم نے دیکھا نہیں جو تمہارے سامنے ہے "افلم یروا" ان لوگوں نے دیکھا نہیں کہ جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے آسمان اور زمین میں سے جو کچھ بھی ہے "ان نشا نخسف بھم الارض او نسقط علیھم کسفاً من السمآء" ان کے لئے تو نہ زمین محفوظ ہے نہ آسمان محفوظ ہے- یہ عجیب مضمون فرمایا گیا ہے کہ تم بڑے امن سے بظاہر چلتے پھرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ جو عذاب ہے کوئی اتفاقی واقعہ ہے- آسمان کے نیچے، ایک محفوظ چھت کے نیچے اپنے آپ کو محفوظ سمجھ رہے ہو اور سمجھتے ہو کہ یہ اتفاقی حادثہ ہے لیکن کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اگر ہم چاہتے تو زمین میں ان کو دھنسا دیتے زمین ان کو لے ڈوبتی اور آسمان سے جو ٹکڑے برستے ہیں یعنی اجرام فلکی وہ ان کا کچھ بھی نہ چھوڑتے- ان کی تباہی کے لئے یہ دونوں چیزیں کافی تھیں- اب نہیں دیکھا سے کیا مراد ہے، ان لوگوں نے نہیں دیکھا- قرآن کریم کی دوسری آیات سے پتہ چلتا ہے کہ اس مضمون میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمین میں پھرو، غور کرو تو تمہیں یہ حقیقتیں سمجھ آ جائیں گی-

دنیا میں جو بڑی بڑی حیوانی یا انسانی نسلیں تباہ و برباد ہوئی ہیں ان کے دو ہی طریقے تھے جو ہمیں قدرت میں ملتے ہیں یا ایسے عظیم زلزلے آئے ہیں، ایسے ہیبت ناک زلزلے آئے ہیں کہ وہ لوگ زمین میں دھنس گئے اور بڑی بڑی قومیں ہیں جن کے اب سراغ مل رہے ہیں ان کا نشان بھی نہیں ملا- زمین یوں پھٹی ہے اور ان کو لے ڈوبی ہے اپنے اندر، پھر مل گئی اور جانور بھی بکثرت اسی طرح زمین کا لقمہ بن گئے یعنی زمین پھٹتی رہی اور وہ جانور ان میں ڈوبتے اور غرق ہوتے رہے اور پھر ان پر زمین پھر مل گئی اور یا آسمان سے Meteors کی بارشیں ہوئی ہیں اور بعض دفعہ اتنی زبردست ہوئی ہیں کہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا جو ڈائنا سورس کی نسل ہے یہ آسمانی بارش کے نتیجے میں برباد ہوئی ہے یعنی سمندر میں اتنا بڑا Meteor یعنی آسمان کا ایک ٹکڑا گرا ہے، اجرام فلکی میں سے ایک بڑا ٹکڑا گرا ہے کہ اس نے مدتوں سورج سے زمین کا واسطہ کاٹ دیا- اتنی بڑی دھند اٹھی ہے اتنے بڑے بادل بنے ہیں کہ جو ساری زمین پر چھا گئے اور

ان جانوروں کے لئے نہ سبزی کھانے کے لئے رہی نہ کوئی اور غذا۔ اور یہ ساری ڈائناسورس کی نسل چند ہزار سال کے اندر اندر فنا ہو گئی یا لاکھ سال کے اندر فنا ہو گئی لیکن جو کائنات کا عرصہ ہے اس میں چند ہزار یا چند لاکھ سال ایک بہت ہی معمولی عرصہ ہے مگر یہ عذاب آسمان سے اترا تھا۔ تو دو ہی طریق ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم دیکھو تو سہی آسمان سے بھی ہم جب فیصلہ کرتے ہیں تو ایسی بارش برساتے ہیں کہ نیچے جس زندگی کو فنا کرنا مقصود ہو اس کا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑتے اور زمینیں بھی پھٹتی ہیں۔ اب دیکھو کتنے بڑے بڑے جنگلات اور کتنی بڑی بڑی یہ جانوروں کی نسلیں زمینوں میں دفن پڑی ہوئی ہیں، یہ ثبوت ہے جو سامنے ہے۔ اس کے بعد فرمایا "ان فی ذالك لاٰیۃً لکل عبدٍ منیبٍ" اس میں نشان ہے ایک بہت بڑا ہر اس عبد کے لئے جو اللہ کی طرف جھکنے والا ہو کہ نجات ہے تو خدا سے ہے اور منیب ہوئے بغیر تم عبد بنتے نہیں ہو۔ اس لئے اللہ کے بندے بنو گے تو اللہ کی کائنات سے ہر پہلو میں امن میں آجاؤ گے نہ زمین تمہیں کھا سکے گی نہ آسمان نگل سکے گا۔ تو اگر تم نے باقی رہنا ہے اور دنیا میں بھی اگر باقی رہنا ہے تو یہی ایک طریق ہے، آخرت کی بات تو بعد میں آئے گی۔ دنیا میں ان تاریخی حقائق کی طرف قرآن کریم اشارہ فرما کر ایک قطعی یقینی دلیل پیش کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عبد منیب بچائے جائیں گے تو یہ اس کا ایک نظام ہے جس پر غور کرنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔

اسی تعلق میں قرآن کریم فرماتا ہے "والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا و انابوآ الی اللہ لھم البشریٰ فبشر عباد"۔ کہ خدا کے بندہ بننا چاہتے ہو تو دو بندے نہیں بن سکتے بیک وقت۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ تم طاغوت کے بھی بندے ہو اور اللہ کے بھی بندے رہو۔ شیطان کے بھی بندے ہو اور دنیا میں جو سرکش لوگ ہیں ان کے پیچھے چل رہے ہو اور ساتھ ہی اللہ کے بھی بندے بن جاؤ۔ تو ایک بندگی سے توبہ کرنا بھی ضروری ہے اور وہ طاغوت کی بندگی ہے۔ فرمایا "والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا" وہ لوگ جو ہر سرکش سے اجتناب کرتے ہیں کنارہ کشی کرتے ہیں اور اس وجہ سے "ان یعبدوھا" کہ کہیں اس کی عبادت ہی نہ کرنے لگیں اور یہ بھی ایک بڑا ہی عظیم فطرت کا ایک راز ہے جو خدا تعالیٰ اس میں کھول رہا ہے۔

جو جابر لوگ ہوں جو باغیانہ روح رکھتے ہوں اور بغاوت کی طرف آمادہ کرنے والے ہوں اگر کوئی انسان ان کے قرب میں رہے گا تو ان کی عبادت کئے بغیر رہ نہیں سکتا یعنی کلیتہً ان کے حضور سجدہ ریز ہوئے بغیر ان کا قرب نصیب ہو ہی نہیں سکتا۔ پس جابر لوگ اور بدمعاش لوگ اور ان کے ساتھ جو لوگ پھرتے ہیں ان کا یہی تعلق ہوتا ہے جو سب سے زیادہ جابر اور بغاوت کی تعلیم دینے والا ہے اپنے متعلق بغاوت کا ایک ذرہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور جتنی بھی کہانیاں یا واقعات مافیا کے آپ سنتے ہیں ان میں یہ بات بڑی نمایاں طور پر آپ کو دکھائی دیتی ہے کہ مافیا کے جو بڑے بڑے سربراہ ہیں وہ ہر نظام کے خلاف اپنے چیلوں چانٹوں کو بغاوت کے لئے آمادہ کرتے، اس پر تیار کرتے، ان کو تحفظ دیتے اور اس طرح وہ نظام کو بالکل بے بس اور بے کار کر کے دکھا دیتے ہیں مگر اپنے متعلق اگر آنکھ میں ادنیٰ سی میل دیکھیں گے تو بلا تردد اس کو مروا دیتے ہیں ذرہ بھی رحم سے کام نہیں لیتے خواہ اپنا عزیز ترین قریبی کیوں نہ ہو باپ بیٹوں کو مروانے میں قطعاً کوئی تردد نہیں کرتے اور یہی مضمون ہے جو قرآن کریم بیان فرما رہا ہے۔ کہتا ہے وہ سرکش لوگ جو نظام کے باغی ہوں تم اگر ان کے قریب رہو گے تو لازماً ان کی عبادت کرنی پڑے گی اس کے بغیر تمہارا ان کے ساتھ قرب رہ ہی نہیں سکتا۔ ہر ایسے موقع سے دور بھاگو۔ جابر کو دور کا سلام اگر ضروری ہو تو اس سے زیادہ اس کے ساتھ کوئی قرب کا تعلق نہ رکھو ورنہ بدصحبت کے بداثرات کی بات نہیں فرما رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے عباد بنو گے تم، ان کے عبد بنے بغیر تمہارے لئے چارہ کوئی نہیں ہوگا۔ تو ہر ایسی مجلس سے دور بھاگنا اور ہر ایسے حاکم سے پرے ہٹنا جو جابر ہو، ہر وہ شخص جو بغاوت کی تعلیم دینے والا ہو اس سے کنارہ کشی کے بغیر اللہ تعالیٰ کے عباد بننے کی آپ میں صلاحیت ہی پیدا نہیں ہو سکتی۔

تو قرآن کریم جو مشکل مضامین بتاتا ہے ان کے رستے بھی دکھاتا ہے بہت بلندی ہے مگر بچنے کے یہ یہ طریقے ہیں بغیر علم کے تم کیسے عباد اللہ بن جاؤ گے۔ یہ جانو کے فلاں کی عبادت سے بچنا ہے اور وجوہات بیان فرما دیں کیوں بچنا ہے۔ اس لئے کہ تمہیں بے اختیار کر دیں گے وہ، تم میں طاقت ہی نہیں رہے گی کہ ان کے اثر سے باہر رہ سکو۔ پھر فرماتا ہے " اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا و انابوا الی اللہ" پھر ان میں یہ طاقت پیدا ہوگی کہ اللہ کی طرف انابت کریں جب ایک جگہ سے تعلق توڑ بیٹھے اور برائیاں سمجھ آگئیں اور برائیاں سمجھنے کے نتیجے میں دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ خدا کی طرف جھکیں ان کے متعلق فرمایا "لھم البشریٰ فبشر عباد" ان کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے، پس میرے بندوں کو خوشخبری دے دو۔ "الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ" وہ لوگ جو بات سنتے ہیں پھر اس میں سے جو بہترین ہے اس پر عمل کرتے ہیں "اولٰئك الذین ھدٰھم اللہ و اولئك ھم اولوا الالباب" یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ ہدایت عطا فرماتا ہے اور یہی عقل والے لوگ ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ جس آیت کی میں نے تلاوت کی تھی بعینہ وہی بات ہے جو ایک اور رنگ میں سمجھائی جا رہی ہے وہاں آپ نے دیکھا عباد اور جو اسراف کرنے والے ہیں وہ عباد جو اسراف کرنے والے تھے جنہوں نے بہت بڑے بڑے ظلم کئے تھے اور زیادتیاں کی تھیں ان کو فرمایا ہے کہ تم نے خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے اور طریقہ یہ بتایا "انیبوا الیٰ ربکم" اللہ کی طرف جھکو اور اللہ کی محبت کے نتیجے میں اس کی طرف مائل ہو۔

اور تیسری آیت میں فرمایا "واتبعوآ احسن مآ انزل الیکم من ربکم" کہ تم جو بھی تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتارا گیا ہے اس کا بہترین حصہ پکڑا کرو اپنے ارادے بلند رکھو، اپنے حوصلے اونچے کرو اور اس بات پر راضی نہ ہوا کرو کہ جو کم سے کم تم سے توقع کی جا رہی ہے اتنی ہی پوری کر دو، اونچی توقعات رکھو پھر تمہارے لئے یہ معاملہ آسان ہوگا مشکل نہیں ہوگا۔ اور اس میں بھی ایک بہت ہی گہرا فطرت کا راز ہے جو بیان فرمایا گیا ہے۔ جو لوگ تھوڑے پر راضی ہوں اور تھوڑے پر ہاتھ مارنے کی کوشش کریں ان کے لئے تھوڑے پر قائم رہنا بھی ممکن نہیں ہوا کرتا کیونکہ انسان اپنے ارادے کو ہمیشہ، اکثر اوقات پوری طرح مکمل طور پر پورا نہیں کر سکتا۔ پس جو شخص یہ کہے کہ میں یہ نہیں کروں گا وہ لوگ اس کم سے کم پر بھی کبھی پورے نہیں ہوا کرتے۔ جو بلند ارادے رکھیں ان کا ماحصل اس سے بہت زیادہ ہوتا ہے جو کم ارادے لے کر ایک سفر شروع کرتے ہیں۔ چنانچہ بسا اوقات جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے پاس ہونے کی نیت کی تھی مگر جن کی نیت یہ ہو کہ ہم نے اول آنا ہے ریکارڈ توڑنے ہیں ان کو ہم نے دیکھا ہے کہ وہ فرسٹ کلاس بھی لیں تو روتے ہیں کہ ہم صرف سکول میں اول آسکے، ہم نے تو سارے علاقے میں اول آنا تھا۔ جو سارے علاقے میں اول آئیں وہ اس بات پہ روتے ہیں کہ یقین تھا کہ ریکارڈ توڑ لیں گے مگر نہیں توڑ سکے تو ان کا ماحصل ان کے لئے خوشی کی بجائے اس لئے دکھ کا موجب بنتا ہے کہ جتنی بلند توقعات تھیں اتنی پورا نہیں کر سکے۔

اس راز کو جس طرح خدا نے سمجھایا ہے اس کو سمجھ کر جب انبیاء کی زندگی کا حال دیکھتے ہیں تو ان کی گریہ وزاری کی سمجھ آجاتی ہے۔ کتنے بڑے بڑے ارادے لے کر وہ لوگ نکلے تھے اللہ کے تعلق میں، اس کے حضور اپنا سب کچھ پیش کر دینے میں، اس کے حضور اپنی روحوں کی گردنوں پر چھریاں پھیر دینے کے لئے ہمیشہ آمادہ اور تیار اور خواہشات یہ کہ آناً فاناً ہم وہ انقلاب برپا کر دیں جو عظیم انقلاب ہے جو ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ وہ حشر برپا کر کے دکھا دیں جو قدموں سے اٹھایا جانا تھا جس کے متعلق خدا نے فرمایا کہ اے محمدؐ تیرے قدموں سے حشر برپا ہوگا اور صبر میں روتے روتے زندگی کاٹی۔ راتوں کو اٹھ کر گریہ وزاری کی خدا کے حضور کہ وہ حاصل نہیں ہو رہا جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کی اصلاح ہو ہی نہیں سکتی، ان کے خلاف خدا کا فیصلہ ہو چکا ہے ان کے لئے تو روتا ہے اور ان کے لئے اپنے آپ کو ہلاک کر رہا ہے۔ تو ارادے بلند تھے اس لئے جو بھی حاصل ہوا ہے وہ تھوڑا دکھائی دیا ہے مگر اس مقام سے تھوڑا دکھائی دیا ہے جس مقام پر فائز تھے۔ اس ادنیٰ مقام سے جس میں ہم ہیں جب محمد رسول اللہ ﷺ کی کامیابیوں کو دیکھتے ہیں تو انسان حیرت کے سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔ ایک چھوٹی سی زندگی میں صرف ساڑھے باسٹھ سال کی زندگی پائی ہے اتنا بڑا انقلاب برپا کر دیا ہے سارے عرب پر اسلام کو مسلط کر کے دکھا دیا عرب کے کناروں سے جس طرح سیلابی لہریں اچھل اچھل کر باہر جاتی ہیں اس طرح ان کناروں سے اچھل اچھل کر اسلام باہر نکلا ہے اور دور دور تک دوسری حکومتوں اور سرزمینوں پہ پھیل گیا ہے۔ چین تک جا پہنچا اور حالت یہ ہے کہ راتیں رو رو کر گریہ وزاری سے بسر ہو رہی ہیں بخششیں طلب کرتے ہوئے، اے اللہ مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی مجھے معاف فرما دے۔ تو جتنے بلند ارادے کرو گے اتنا تمہارا کچھ حاصل کرنے کا امکان ہوگا جتنی چھوٹی ہمتیں رکھو گے اتنا کم امکان ہوگا۔

پس احسن کے لفظ پر اس موقع پر زور دینا کہ گناہ گار آئے ہیں ابھی توبہ کی ہے ان سے یہ توقع کہ بہترین کر کے دکھا دیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کسی انسان نے یہ کلام بنایا ہوتا تو کبھی یہ نہ کہتا۔ انسان نے یہ کلام بنایا ہوتا تو کہتا ٹھیک ہے تم توبہ کر رہے ہو اب تھوڑی تھوڑی کرنا بلند باتوں پہ ہاتھ نہ ڈالنا یہ اوپر کے لوگوں کے لئے ہیں تو اپنی توفیق کے ساتھ ساتھ رہنا۔ ادھر توبہ اور ادھر اچانک جو احسن ہے اس پر ہاتھ ڈالو، جو سب سے بلند تعلیم ہے اس کو پکڑو اس لئے کہ بلندی کے اوپر ہاتھ ڈالنا ادنیٰ مراتب کے یقینی ہونے کے لئے

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
ARROW GYM
تندرستی ہزار نعمت ہے
چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر انڈیا۔ حیدر آباد
وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی تمام ایکسر سائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم
M. A. SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18-2-888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST- 500253 HYDERABAD (A.P.) INDIA
Ph 040-219036 PAGER: 040-9612-14619 FAX: 040-239408

ایک قطعی طور پر ضامن بات بن جاتی ہے۔ جس نے ہمالہ کی چوٹی سر کرنی ہے وہ کم سے کم "بیس کیمپ" تک تو پہنچے گا ہی نا۔ لیکن جس نے ایک چھوٹی سی پہاڑی، ایک ٹیلے پر چڑھنا ہے وہی اس کی دنیا ہے وہی اس کی عظمتیں اور رفعتیں ہیں ان سے آگے وہ جا ہی نہیں سکتا پھر۔ بعض لوگ ٹیلہ بھی نہیں چڑھ سکتے وہ بیچ میں پھنس کے رہ جاتے ہیں۔

تو قرآن کریم نے جو مضامین بیان فرمائے ہیں ان پر آپ غور کر کے دیکھیں کس طرح رستوں کو مشکل دکھاتے ہوئے آسان کرتا چلا جاتا ہے، کوئی پہلو باقی نہیں چھوڑتا۔ فرمایا "اولئک الذین ھدٰھم اللہ" یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ہدایت دے دی ہے۔ "یھدی" کا وعدہ نہیں ہے، یہ بھی بڑی عظیم بات ہے۔ فرمایا "الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ" وہ لوگ جو بات سنتے ہیں اور پھر سب سے اعلیٰ بات اس میں سے جو ہے اس کو اختیار کر لیتے ہیں کہ ہم نے یہ کرنا ہے "اولئک الذین ھدٰھم اللہ" یہ وعدہ نہیں ہے کہ ان کو ہدایت دے گا۔ فرمایا ان کو دے دی اللہ نے ہدایت۔ وہ تو ہدایت پا چکے ہیں "اولئک ھم اولوا الالباب" یہ ہیں عقل والے لوگ۔ تو یہ جو بخشش کا مضمون اور پھر حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں اللہ کا غلام بننے کا مضمون ہے اس کو باریک نظر سے سمجھیں تو جتنا مشکل ہے اتنا آسان بھی ساتھ ہوتا چلا جائے گا۔ یہ پہلی جو آیات تھیں جو ابھی پڑھی ہیں یہ سورۃ الزمر کی اٹھارہ اور انیس آیات تھیں۔

اب یہ سورۃ المومن کی چودہ اور پندرہ آیات ہیں "ھو الذی یریکم ایتہ و ینزل لکم من السماء رزقاً و ما یتذکر الا من ینیب - فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین و لو کرہ الکفرون"۔ انسان کے راہ میں جہاں اپنے نفس کی خواہشات اور جو نفسانی امنگیں ہیں وہ حائل ہوا کرتی ہیں وہاں اس کو گمراہ کرنے کے لئے ایک حصول رزق بھی ہے۔ قرآن کریم نے اس سے پہلے اس کو متوجہ فرمایا کہ آسمان سے عذاب بھی برسا سکتے ہیں اگر تم نے ان عذابوں سے بچنا ہے تو عبد منیب بن جاؤ، عبد منیب بنو گے تو اس کے عذابوں سے تمہیں رہائی نصیب ہوگی۔ اب فرمایا ہے کہ عبد منیب بن کر صرف ایک منفی خطرات سے رہائی نہیں ملتی بلکہ جو تمہیں رزق چاہئے وہ بھی آسمان سے اترے گا اور کسی قوم کو خوشحال بنانے کے لئے یہ ایک ایسا نسخہ ہے جو کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔

وہ لوگ جو عبد منیب بنتے ہیں ان کے لئے آسمان سے مادی رزق بھی اترتا ہے اور آسمانی روحانی رزق بھی اترتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اگرچہ دنیا کی ہر خواہش سے ہاتھ اٹھا لیے اور ہر خواہش کو دل سے مٹا دیا۔ ایک ہی خواہش تھی کہ اللہ کی اتباع کروں اور جو وہ چاہتا ہے ویسا ہی ہوں اور ذاتی تعلق، ذاتی خواہشات ساری بالکل مٹا کے رکھ دی تھیں مگر آپ دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی برکت سے ان عربوں کو جنہوں نے سب سے پہلے آپ کی تائید کی ہے ان میں سے عبد منیب پیدا ہوئے تھے ان کے رزق کے کیسے انتظام فرمائے ہیں۔ اگر آپ غور کریں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ عربوں کو خدا تعالیٰ جو برکتیں عطا فرما رہا ہے مالی لحاظ سے بھی وہ حیرت انگیز ہیں۔ یعنی تیل کی دولت کی الگ بات ہے ساری عرب دنیا میں آپ نظر ڈال کے دیکھیں اللہ تعالیٰ ان کے رزق کے کوئی نہ کوئی سامان کر رہا ہے کوئی اپنے ملک میں، کوئی ملک سے باہر ان کی تجارتوں کو برکت دیتا ہے۔

خدا تعالیٰ جس طرح عربوں کو نعمتیں عطا فرما رہا ہے دنیا کی بحیثیت قوم کے، دنیا میں آپ کو اور جگہ دکھائی نہیں دیں گی مگر اگر عبد منیب نہیں بنیں گے اور عبد شکور نہیں بنیں گے تو پھر جو ان کا انجام ہے وہ خود اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ میں نے اس مسئلے پر بڑا غور کیا ہے تفصیلی طور پر دیکھ کر اور ہمیشہ میں حیرت زدہ رہ جاتا ہوں کہ خدا ان کے کھانے پینے کا انتظام تو کر ہی دیتا ہے جس طرح بھی کرتا ہی رہتا ہے اور کثرت کے ساتھ متوازن تقسیم دولت ہے اور اونچے اونچے پہاڑ بھی بنے ہوئے ہیں لیکن جو بالکل غریب اور بے کار اور بے چارے بالکل بے سہارا رہ جائیں وہ بہت تھوڑے ہیں مقابلۃً۔ دنیا کی دوسری قوموں کے مقابل پر ان میں بہت ہی معمولی تعداد ہے جو آخری درجے کی غربت پر ہوں، ہر جگہ رزق کے سامان ہیں۔

تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ عبد منیب بننے کی یہ جزا بیان فرما رہا ہے "ینزل لکم من السماء رزقاً" تمہارے لئے آسمان سے رزق نازل فرمائے گا لیکن اس وقت جو رزق نازل ہوئے ہیں یہ ہم ورثہ کھا رہے ہیں اور اگر مسلمان عبد منیب بنے رہتے تو دنیا کی سب سے بڑی متمول قوم ہوتے۔ تیل کی دولتیں تو اس وقت ملی ہیں جب یہ بے چارے ہر بات کھو بیٹھے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے سہارا دیا۔ یہ آسمان ہی سے نازل ہونے والا رزق ہے۔ مگر یہ سارا ایک ہزار سال جو مسلمانوں نے بھٹکتے بھٹکتے، بھٹکتے بھٹکتے گزارا ہے اگر اس میں یہ عبد منیب بنے رہتے تو ساری دنیا پر مسلمانوں کی سلطنت ہوتی۔ تمام دنیا کے خزانے ان کے قدم چومتے اور تمام دنیا کی قومیں ان کے قدموں سے اٹھائی جاتیں۔

تو اس لئے اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ لفظ منیب میں آسمانی نعمتیں اور دنیاوی نعمتیں دونوں کے بہت قطعی وعدے دیئے گئے ہیں اور اگر ہم اس مضمون کو نظر انداز کر دیں اور دنیا کے غلام بنیں تو پھر اللہ تعالیٰ دنیا بھی ہمارے پاس نہیں رہنے دے گا۔ اور یہ بھی ایک ایسا سلسلہ ہے جو بارہا ان لوگوں میں دکھائی دیتا ہے جن کو خدا زندہ رکھنا چاہتا ہے یعنی خدا کے نیک بندوں کی اولادوں میں اگر خدا ان کو روحانی طور پر زندہ رکھنا چاہے اور وہ دنیا کی طرف دوڑیں اور نیکی کو نظر انداز کریں تو ان کی دنیا بھی کلیتہً برباد کر دیتا ہے جب کہ بدوں کو نہیں کرتا جن کو آخرت میں سزا دینا مقصود ہو ان کو جو دنیا کی طرف دوڑیں دنیا کی نعمتیں عطا کر دیتا ہے اور بیان فرماتا ہے کہ ہم کرتے ہیں مگر اس لئے کہ آخرت میں ان کو نہیں دیں گے۔ مگر نیک لوگوں کی اولاد سے خدا تعالیٰ کا یہ سلوک ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ نیک لوگوں کی اولاد نیک رہے گی تو اللہ تعالیٰ بے حد رزق عطا فرماتا رہے گا۔ جب بدی کی طرف جائے گی، اتنا بدی کی طرف چلی جائے کہ ان میں زندگی کی رمق نہ رہے تو پھر وہ بھی بے حد و شمار دولت عطا کئے جاتے ہیں دنیا کے رہتے، نعمتیں، دولتیں۔ مگر یہ اس بات کی علامت ہے کہ خدا ان سے ناراض ہو چکا ہے وہ مردود ٹھہرائے گئے ہیں۔ لیکن جن کو بچانا چاہے ان پر بڑے بڑے ابتلاء آتے ہم نے دیکھے ہیں کچھ بھی بے چاروں کا نہیں رہتا آخر پھر وہ واپس آتے ہیں اور اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے متعلق جو توقع رکھی تھی کہ ہم مار کھا کے واپس آجائیں گے وہ توقع سچی ثابت ہوئی۔ تو بہت سے ایسے احمدی میں نے واپس آتے دیکھے ہیں جن پر ابتلاؤں کی مار پڑی ہے، بعض بیماریوں کی مار پڑتی ہے، بعض اولاد کی طرف سے ان پر مار پڑتی ہے اور توبہ کرتے ہیں۔ جن کو میں نے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا، نہ نام سنا تھا اور بعض دفعہ دور دور سے سفر کر کے آتے ہیں کہ ہم تو توبہ کی خاطر آئے ہیں پتہ چلا کہ مصیبتوں اور دکھوں نے ان کو توبہ پہ مجبور کیا ہے۔ پھر جب وہ اپنے ماں باپ کی باتیں سناتے ہیں تو اس وقت اس کا راز سمجھ آتا ہے کہ بڑے بڑے نیک لوگوں کی اولاد تھے، ایسے نیک لوگوں کی اولاد جو یہ دعائیں کرتے ہوئے گزر گئے کہ اللہ ان کو نیکی عطا فرمائے۔

تو یہ خدا تعالیٰ کی جو تقدیر کی راہیں ہیں یہ بہت ہی لطیف اور باریک راہیں ہیں ان کو آپ سمجھیں تو زندگی کا سفر آسان ہو جائے گا۔ اور اگر نہیں سمجھیں گے تو پھر انسان کے لئے بھٹکنے کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ اسی مضمون میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "و اذا مس الانسان ضر دعا ربہ منیباً الیہ" کہ یہ جو اللہ کو بلانا اور منیب ہو جانا اس کا یہ ایسے وقت میں اگر نصیب ہو جبکہ تکلیف آپہنچے تو پھر یہ محض وقتی فائدہ دے گا۔ اس وقت منیب بنو جب تکلیف نہ پہنچی ہو۔ چنانچہ پہلی آیت کریمہ میں منیب کے ساتھ یہ کھول دیا گیا تھا کہ جب عذاب آجائے گا، جب پکڑے جاؤ گے پھر تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا خدا کی طرف جھکنا۔ لیکن وہاں مراد ہے مستقل فائدہ، تمہاری نجات کا موجب نہیں بن سکے گا ورنہ عذاب سے وقتی نجات ثابت ہے۔ چنانچہ یہ آیت اسی مضمون کو بیان فرما رہی ہے "و اذا مس الانسان ضر دعا ربہ منیباً الیہ" جب انسان کو سخت عذاب پکڑ لیتا ہے بہت بڑی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے "منیباً الیہ" واقعۃً دل سے اس کی طرف جھکنے اور اس کی طرف دوڑنے، اس کی طرف لپکنے کے لئے ایک خواہش زور مارتی ہے۔ مگر اس کی پناہ میں آنے، اپنی ذات کو اس کے سپرد کرنے کے لئے نہیں۔ "اسلموا" والا مضمون نہیں ہے بلکہ عذاب سے بچنے کی حد تک بس اس سے زیادہ ان کی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ "ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعوا الیہ" یہاں وہ جو طوفان کا مضمون بیان ہوا ہے ایک اور آیت میں کہ غرق ہونے لگتا ہے انسان اس کے لئے دعا کرتا ہے اس کو خدا بچا بھی لیتا ہے یہاں وہ مضمون نہیں ہے بلکہ وہ رزق والا مضمون جو میں نے بیان کیا تھا اس کے تعلق میں یہ آیت بیان کر رہی ہے۔ ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے کہ اس کے مال، جائیداد، چیزیں ضائع ہونی شروع ہو جائیں، نقصان پہنچیں تب وہ واقعۃً اللہ کی طرف ایک جھکنے کا میلان اپنے دل میں پائے، سمجھے کہ اس کے سوا چارہ کوئی نہیں۔ مگر اگر اللہ کی محبت نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا محض

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

لولاک لما خلقت الافلاک
ترجمہ۔ (اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا۔ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
منجانب۔ محتاج دعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

مصیبتوں سے بچنے کی خاطر ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم اسے پھر نعمتیں عطا کرتے ہیں، ایسے شخص کو صرف مصیبت سے نجات نہیں دیتے نعمتیں بھی عطا کرتے ہیں وہ نعمتیں عطا کرتے ہیں جن کی وجہ سے وہ ہماری طرف جھکا تھا "نسی ما کان یدعوا الیه" وہ بھول جاتا ہے اس بات کو کہ اس نے وہ چیزیں خدا سے مانگی تھیں "ما کان یدعوا الیه" یہ بھول جاتا ہے کہ خدا سے مانگی تھیں۔ اس طرز بیان میں یہ بات کھل گئی کہ نیت چیزوں کی تھی اور کچھ نہیں تھی جب چیزیں مل گئیں تو خدا بھول گیا اور یہ بھی بھول گیا کہ یہ چیزیں میں نے خدا سے مانگی ہوئی ہیں آپ ہی آپ نہیں مل گئیں مجھے۔ تو یہ ایسی کامل فراموشی، اس قدر غفلت کہ مصیبت کے وقت گڑگڑا، گڑگڑا کے، روتے ہوئے، گریہ وزاری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی، اللہ تعالیٰ سے مصیبتوں سے نجات مانگی، نعمتوں کے لئے درخواست کی، نعمتیں مل گئیں تو یہ بات بھی بھول گیا کہ یہ نعمتیں ہم نے خدا سے مانگی تھیں۔ "وجعل لله انداداًلیضل عن سبیله" تو اللہ کے مقابل پر وہ پھر شریک ٹھہرانے لگ جاتا ہے تاکہ دوسروں کو بھی اس کے رستے سے ہٹائے۔ پس اس معنے میں منیب نہ بنو کبھی۔ اور یاد رکھو کہ جب خدا کی طرف سے انابت ہو تو محض اللہ کی خاطر، اس کی محبت کے نتیجے میں انابت الی اللہ ہو۔ اگر مصیبت سے بچنے کے لئے اور دنیا کی نعمتوں کے حصول کے لئے انابت الی اللہ ہو گی تو تمہارے کسی کام نہیں آئے گی کیونکہ ایسی انابت کے نتیجے میں جو کچھ تم پاؤ گے اس کو دوسروں کی طرف منسوب کرو گے، اپنی چالاکیوں کی طرف منسوب کرو گے، اپنے دوستوں کی طرف منسوب کرو گے، اپنے دنیا کی ہوشیاریوں اور حادثات کی طرف منسوب کرو گے۔ اتفاقاً مجھے یہ مل گیا، خدا کی طرف تمہارا دماغ نہیں جائے گا تو انابت کے مضمون کے ہر پہلو کو قرآن کریم کھول رہا ہے۔ اب چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے انشاء اللہ اس کا جو باقی حصہ ہے وہ میں آئندہ خطبے میں بیان کروں گا۔

اس وقت مجھے بعض مرحومین کی نماز جنازہ کا اعلان کرنا ہے جن میں سے بعض کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ عباد الرحمٰن تھے اور جہاں تک انسان کسی انسان کو دیکھ کر ایک فیصلہ کر سکتا ہے، میرے نزدیک بعض مرحومین ان میں ایسے ہیں کہ ان کے متعلق کوئی بھی شک نہیں رہتا کہ وہ خدا کے پاک بندے تھے۔ محض اس لئے نہیں کہ ان پر حسن ظن تھی، اس لئے کہ انہوں نے اپنی زندگی کے لمحہ لمحہ میں ثابت کیا بلکہ بعض کی تو پیدائش سے پہلے ہی ان کے رحمان کے بندہ ہونے کی خوش خبریاں دے دی گئی تھیں اور پھر رویا اور کشوف خدا تعالیٰ ان کو ہمیشہ دکھاتا رہا، عظیم نشان ان کے ہاتھ پر ظاہر فرماتا رہا لیکن وہ عاجز ایک بالکل سادہ لوح، سادہ مزاج، سادہ زندگی بسر کرنے والے اور اس طرح چلتے پھرتے تھے گلیوں میں جیسے ان کا وجود ہی کوئی نہیں۔

ان میں سے جو سب سے نمایاں قابل ذکر ہیں وہ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مبشر ہیں جن کی چند روز پہلے وصال کی اطلاع ملی ہے۔ ان کے متعلق نسبتاً زیادہ تفصیل سے کچھ کہنے کی ضرورت ہے باقی میں نام پڑھ دوں گا اور ان کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا اس وقت میں، نہ جمعہ اس مقصد کے لئے ہوتا ہے کہ مرحومین کی زندگی کی تفاصیل بیان کی جائیں مگر بے حد نیک بندے تھے ان کے لئے ہم نماز جنازہ جمعہ اور عصر کی نماز کے معاً بعد ادا کریں گے۔

مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کی زندگی کے بعض ایسے پہلو ہیں جو اس وقت بھی نشان تھے، آج بھی نشان ہیں۔ آپ ۱۹۰۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی حضرت چوہدری غلام حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوئے۔ آپ سے پہلے نو بچے پیدا ہو چکے تھے جو نو کے نو مر گئے ایک بھی نہیں بچا۔ حضرت غلام حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے رویا میں دکھایا کہ یہ بچہ ہے اس کی شکل دیکھ لو یہ آنے والا ہے اور یہ زندہ رہے گا۔ چنانچہ آپ پیدا ہوئے تو آپ نے سب جگہ اعلان کر دیا، بیوی کو بھی بتا دیا بالکل نہ فکر کرنا یہ زندہ رہے گا یہ کبھی نہیں مر سکتا یعنی جس مقصد کے لئے خدا نے عطا کیا ہے اسے پورا کئے بغیر نہیں مرے گا۔ اور پھر اس نشان کو اور زیادہ پختہ بنانے کے لئے بعد میں دو بیٹیاں اور عطا کیں، وہ دونوں بھی مر گئیں۔ پہلی اولاد میں سے نو میں سے ایک بھی نہیں بچا، یہ زندہ رہے اور ان کی شکل بھی بالکل وہ بیان فرماتے تھے کہ ایسی ہی تھی، یہی مجھے بچہ دکھایا گیا تھا۔ اور اس کے بعد آپ کی زندگی جو تھی وہ واقعی ایک ایسے بچے کی صورت میں آگے بڑھی ہے جو خدا تعالیٰ کسی خاص مقصد کے لئے پیدا فرماتا اور چن لیتا ہے اسے۔ آپ نے ۱۹۲۸ء میں اپنی زندگی وقف کی۔ ۱۹۳۵ء میں ایک اعلان حضرت نذیر احمد صاحب علی کی طرف سے ہوا جو افریقہ کے مبلغ تھے اور بہت عظیم قربانیاں انہوں نے وہاں خاص طور پر سیرالیون میں بڑی خدمات سر انجام دی ہیں کہ غانا کے لئے ہمیں ایسے ایک واقف زندگی کی ضرورت ہے جو کوئی مطالبے نہ کرے، غالباً حضرت مصلح موعودؓ کے فرمانے پر انہوں نے یہ اعلان کیا ہو گا اپنی طرف سے تو ایسا کرنے والے نہیں تھے، کوئی شرطیں نہ ہوں۔ اس وقت یہ آگے آئے اور ان شرطوں میں یہ بھی بات تھی کہ اپنا خود گزارہ کرو، کھاؤ، کماؤ، جماعت پیسے بھی نہیں بھیج سکتی۔ چنانچہ افریقہ میں انہوں نے ایسے سخت آزمائش کے سال دیکھے ہیں کہ مجھے انہوں نے خود بیان کیا تھا کہ مہینوں وہ روٹی یا جو چیز بھی مہیا ہوتی تھی وہاں اس کے ساتھ نمک مرچ کے سوا میں نے کچھ نہیں کھایا لیکن جماعت سے نہیں مانگا۔ روانہ ہونے سے پہلے جب آپ کو ۱۹۳۶ء میں خدمت کے لئے بھجوایا گیا ہے تو آپ کی شادی حضرت بھائی جی ڈاکٹر محمود احمد صاحب کی بیٹی آمنہ بیگم سے ہوئی لیکن نکاح ہوا اور پھر گیارہ سال تک غانا میں جدا رہے ہیں، مڑ کے خبر نہیں لی۔ نہ جماعت کے پاس پیسے تھے کہ ان کو بلاتی۔ گیارہ سال کے بعد بلایا ہے۔ سال بعد پھر غانا چلے گئے پھر پانچ سال ٹھہرے، پھر آئے پھر ایک سال رہے بیوی کے ساتھ پھر غانا اور پچیس سال کا عرصہ انہوں نے اس طرح خدمت دین میں اپنے گھر سے جدا گزارا ہے۔ اور وہاں جو ان کے واقعات ہیں وہ تو حیرت انگیز ہیں کس طرح خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا رہا اور حیرت انگیز نشان دکھاتا رہا ہے اور بعض دفعہ ایک غریبانہ جو بات کہہ دیتے تھے، تعلّی نہیں ہوا کرتی وہ، غریبانہ خدا پر ایک توقع ہوا کرتی ہے اس توقع میں یہ بات کہہ دیا کرتے تھے، یہ ہو گا اور ہو جایا کرتا تھا۔ بہت ہی پاکیزہ وجود، سادہ زندگی بسر کرنے والے۔ جو خدمت کے مواقع ملے ہیں دین میں اصل تو وہی ہیں جو میدان عمل میں تھے۔ یہاں آکر جو نظام سے تعلق کی خدمت آپ نے سر انجام دی ہے اس میں نائب وکیل التبشیر رہے ہیں، قائمقام وکیل التبشیر رہے ہیں۔ پھر قائمقام وکیل اعلیٰ رہے ہیں۔ پھر نائب صدر مجلس تحریک جدید بھی رہے ہیں۔ مجلس افتاء اور کار پرداز میں کام کیا۔ ناظم دار القضاء رہے۔ وکیل التعلیم رہے تو اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور بے انتہاء رحمتیں نازل فرمائے ان پر، ان کی ساری اولاد پر اور اولاد در اولاد پر۔ وہ یاد رکھیں کہ کس باپ کے بیٹے تھے جس کی پیدائش بھی نشان تھی، جس کا زندہ رہنا نشان تھا جس کی ساری زندگی ایک نشان بنی رہی۔ تو احمدیت میں اس قسم کے ہیں جو گودڑیوں کے لعل ہیں اور کثرت سے ہیں۔ اس جماعت کا دنیا میں کون مقابلہ کر سکتا ہے جن کو عباد الرحمان نصیب ہو جائیں اللہ خود ان کی حفاظت فرمایا کرتا ہے۔

پس تم عباد الرحمٰن بننے کی کوشش کرو کیونکہ صرف پرانے عباد الرحمٰن کی کمائی کھانے سے ہمارا گزارا نہیں چلے گا، ہمیں اگلی نسلوں کی پرورش، اگلی صدیوں کی، ہزار سال کی پرورش کا ارادہ لے کر اٹھنا چاہیئے اور اس لئے ہمیں اپنے گردو پیش، اپنی ذات میں ہر جگہ عباد الرحمٰن بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرے جو ہیں جنازے والے ان کی فہرست میرے سامنے ہے۔ ایک سلیمہ صاحبہ اہلیہ مکرم یوسف احمدی صاحب والدہ منیر الاسلام یوسف صاحب مبلغ انڈونیشیا جو یہاں تشریف لائے ہوئے تھے اور رمضان کا سارا عرصہ ترجمے کی خاطر یہاں آئے ہوئے تھے اور اس کے بعد بھی یہیں ترجمے کی خاطر ٹھہرے رہے، ان کی والدہ اچانک علیل ہوئیں اور ان کے یہاں سے روانہ ہونے سے پہلے وفات پا گئیں۔ ان کے متعلق بھی یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے والد کو رویا میں دکھایا تھا کہ تیرا یہ بیٹا پیدا ہو گا اور اس کو وقف کر دینا اور نشانی بتائی تھی کہ پہلے بیٹی آئے گی پھر بیٹا آئے گا اور وہ خاص بیٹا ہے اس کو وقف کر دینا۔ چنانچہ انہوں نے وقف کر دیا۔ والد کی وفات بھی ربوہ میں تعلیم کے زمانے میں ہوئی ہے اور والدہ کی وفات بھی ان سے دوری کی حالت میں ہوئی ہے۔

پھر خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی ہیں جو الفضل کے ایڈیٹر رہے ہیں بڑے لمبے عرصہ مختلف صورتوں میں ان کو توفیق ملی ہے خدمت کی۔

محمد حسین صاحب خادم مسجد مبارک۔ ان سے بہت لوگ واقف ہیں۔ مسجد میں ان کی خدمت اور ان کی اذانیں دینا اور ان کا خاص ایک گہرا تعلق یہ لمبے عرصے تک پھیلا ہوا ہے۔

ہمارے ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب جو یارک شائر (Batley) میں رہا کرتے تھے ان کی والدہ عائشہ بیگم صاحبہ۔ یہ بھی بہت بزرگ خاندان کی بزرگ خاتون تھیں۔ اللہ انہیں بھی غریق رحمت فرمائے۔

اور آخر پر ڈاکٹر رضیہ صاحبہ۔ یہ ڈاکٹر تو نہیں تھیں۔ ان کی بہن ڈاکٹر تھیں ایک، جہاں تک میرا علم ہے، مگر ہو سکتا ہے ڈاکٹر ہوں۔ بہرحال یہ اچھی تعلیم یافتہ خاتون تھیں اور خدمت پر مامور تھیں کسی پر۔ یہ میجر ولید منہاس کی بیگم اور ان کا اصل تعارف تو یہ ہے کہ جو حیدر آباد دکن کا مشہور خاندان جس نے خدمتوں میں بہت نام کمائے ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ، سیٹھ محمد اعظم صاحب مرحوم، سیٹھ معین الدین صاحب مرحوم وغیرہ، یہ ان کی ہمشیرہ آپا سلیمہ کی بیٹی تھیں اور بالکل جوانی کے عالم میں ہی تین چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر وفات پا گئی ہیں، ان کو غالباً دل کا حملہ ہوا ہے موٹر میں واپسی پر گھر آتے ہوئے۔ تو بہرحال یہ سب وہ ہیں جن کی میں نماز جنازہ پڑھوں گا جمعہ اور عصر کے معاً بعد۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

یہ عالمی عید جو جماعت کی طرف سے منائی جارہی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے دائرے اور وسعتوں میں پھیلتی چلی جارہی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیدوں کا روح پرور تذکرہ

خطبہ عیدالفطر فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ

۲۱ فروری ۱۹۹۶ء مطابق ۲۱ تبلیغ ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(دوسری قسط)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا لباس، نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عید کے دن یمنی منقش چادر زیب تن فرمایا کرتے تھے یہ بھی حدیث ہے جس کی روایت حضرت امام شافعی کی کتاب ام الکتاب صلوٰۃ العیدین میں ہے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے ایک دوست جو مشرق وسطیٰ سے ہو کے آئے تھے وہ میرے لئے ایک دو جبے لے آئے تھے۔ اور پہلے میں نے چونکہ بعض دفعہ پہنے تھے اس لئے ان کا اصرار تھا کہ خواہ ایک دفعہ پہنیں لیکن لوگوں میں یہ جبے پہن کر آئیں۔ تو پہلے تو میرا ارادہ نہیں تھا کیونکہ ذاتی طور پر جبہ پہننا میرے مزاج کے خلاف ہے۔ بعض دفعہ لوگوں کی خاطر پہنے اور اس پر پھر اتنے اصرار شروع ہوئے کہ مجبوراً لوگوں کی خاطر ایک سے زائد دفعہ بھی پہننا پڑا۔ لیکن گرمیوں کے بعض دنوں میں میں نے ویسے بھی اس میں آرام محسوس کیا، کیونکہ تنگ کپڑے جو بدن سے چمٹے ہوں، زیادہ گرمی میں تکلیف دیتے ہیں۔ تو پھر اس وجہ سے کہ وہ سہولت کا لباس ہے اس سے بھی زیادہ کچھ دن پہنا مگر پھر ترک کر دیا۔ کیونکہ میری عادت نہیں ہے۔

کل سوچ رہا تھا کہ اس کو پہنوں لیکن طبیعت مائل نہیں تھی پھر جب یہ روایت سامنے آئی تو میں نے کہا آج تو پہننا چاہئے مگر وہ ان بے چاروں کی قسمت ایسی ہے آج نہیں ہو سکتی یہ بات۔ وہ جبہ اتنا بڑا تھا، اتنا لمبا تھا کہ ایک دوسری حدیث کے مضمون سے ٹکرا رہا تھا۔ تو بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے۔ ایک نیکی کی نیت کریں ایک حدیث سے، دوسری حدیث سامنے آ کھڑی ہوتی ہے کہ اس طرح نہیں۔ کیونکہ وہ پیچھے گھسٹتا جاتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایسے جبے پہننے سے منع فرمایا ہے کہ جو امیرانہ ٹھاٹھ اسطرح رکھتے ہوں کہ جس طرح پیچھے ایک لباس بعض دفعہ یہاں شاہی خاندان میں رواج تھا کہ ملکہ کے لباس کے پیچھے اتنا بڑا کپڑا پیچھے سرکتا آتا تھا کہ اس کو کئی خواتین جو خود معزز ہوا کرتی تھیں وہ دم کی طرح پیچھے اٹھائے پھرتی تھیں اور یہ ملکہ کی شان تھی۔ تو شانیں جب بڑھ جاتی ہیں تو وہ اس قسم کے تمسخر انگیز، تمسخر آمیز نظارے پیدا کر دیتی ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے چونکہ یہ پسند نہیں فرمایا اس لئے میں نکال کے لایا، جب پہنا تو میں نے کہا اب تو مشکل ہے مجبوری ہو گئی ہے اس لئے اتار آیا ہوں۔ لیکن نیت چونکہ تھی اس سنت کو پورا کرنے کی اس لئے امید رکھتا ہوں کہ اللہ کے ہاں میں یہ سنت کا پورا کرنے والا ہی شمار ہونگا۔

لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض دفعہ ایک حدیث دوسری حدیث کے مقابل پر کھڑی ہو جاتی ہے اور ایک کو غلبہ ہے دوسری اس کے مقابل پر مغلوب ہے۔ اس کی ایک اور مثال احادیث ہی میں سے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں یعنی ایک اور اسی جبے کے تعلق میں۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے ایک بہت ہی خوبصورت جبہ جو ریشم کا تھا وہ لیا اور آنحضرت ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ؐ بروز عید نیز وفود جب آیا کریں گے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ جبہ پہن کر آیا کریں۔ آپ ؐ نے فرمایا یہ ان کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں یعنی ریشم کا لباس مردوں کو زیب نہیں دیتا۔ اور اگر مرد ریشمی لباس پہنیں گے تو پھر ان کا آخرت کے لباس میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ تو اس طرح یہ متضاد حدیثیں نہیں ہیں۔ ایک غالب ہے اپنے عمومی حکم کی وجہ سے، ایک مغلوب ہے اپنے خاص دائرے سے تعلق رکھنے والی ہے۔ اب عورتوں کے لئے حرام نہیں ہے مردوں کے لئے منع ہے۔

اب وہ جو مردوں والی حدیث ہے یہ غالب ہے۔ خوبصورت جبے پہننا جائز ہے مگر ریشم کا نہ ہو یا اس پر حقیقتاً سونے کا کام نہ ہو۔ پس اس طرح استنباط ہوتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جبے پہنے اور بعض روایتوں میں آتا ہے کہ ایسے خوبصورت جبے تھے بعض دفعہ ایسے دلکش تھے کہ ایک روای بیان کرتے ہیں کہ چاندنی رات تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم باہر نکلے، میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا کبھی محمد ؐ رسول اللہ کو۔ اتنے خوبصورت دکھائی دے رہے تھے کہ چاند پھیکا پڑ چکا تھا۔ کوئی اس کی حیثیت نہیں تھی تو زینت مومن کی شان کے خلاف نہیں مگر وہ زینت جو تقویٰ کے دائرے میں ہو جس پر لباس التقویٰ کا اطلاق بھی ہو سکے۔ لباس التقویٰ کو چھوڑ کر پھر کوئی زینت، زینت نہیں رہتی۔

☆ سنن ابن ماجہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدل جایا کرتے تھے عید کے لئے کیونکہ عید کی جگہ اکثر باہر ہوا کرتی تھی اس لئے وہاں تک جانے کے لئے سواری بھی استعمال ہو سکتی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پسند فرماتے تھے کہ عید کے لئے پیدل جائیں۔ اور بچپن میں قادیان میں مجھے یاد ہے جب عید گاہ وہاں ایک مقبرہ تھا پرانا، اس کے قریب کھلے میدان میں ہوا کرتی تھی تو وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پیدل جایا کرتے تھے اور ہم سارے پیچھے دوڑتے پھرتے تھے۔ کافی لمبا جلوس بن جایا کرتا تھا۔ اور اسی طرح واپس بھی پیدل ہی آتے تھے اور واپسی پہ رستے بدل لیا کرتے تھے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہی طریق تھا۔ چنانچہ محمد بن عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ پیدل جاتے۔ جس رستے سے جاتے اس سے مختلف رستے سے واپس آیا کرتے تھے۔ یعنی ایک جانے کا رستہ کچھ حصہ اس کا مشترک ہو بھی تو پھر کاٹ کر دوسری طرف سے آیا جائے تو یہ دو رستے بن جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب مجھے جاتی دفعہ پرلی طرف سے جانا پڑے گا۔ پہرے دار یہاں نہ کھڑے ہوں، بڑا دروازہ دوسرا کھولیں۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور بخاری میں ہے کہ عید کے دن آنے اور جانے کے لئے الگ الگ رستے اختیار فرماتے یہ وہی روایت ہے جو میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ بخاری کتاب العیدین۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت یہ تھی کہ جسے ہم چھوٹی عید یعنی عیدالفطر کہتے ہیں۔ اس میں ضرور جانے سے پہلے کچھ کھایا کرتے تھے اور وہ جو قربانی کی عید ہے اس میں جانے سے پہلے کچھ نہیں کھاتے تھے اور عموماً عید تک کا روزہ بن جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ اسی قربانی کے گوشت میں سے کچھ کھانا چاہتے تھے جو خدا کے حضور پیش کرنا ہوتا تھا۔ پس جن لوگوں نے اس دن قربانی دینی ہو ان کے لئے یہی اعلیٰ طریق ہے کہ وہ قربانی جب اگر اتنے وقت میں ممکن ہے کہ ذبح ہو جائے اور کچھ کھایا جا سکے کیونکہ مشقت میں پڑنا مراد نہیں ہے عید والے دن۔ صبح عید جلدی بھی ہو جایا کرتی تھی اس زمانے میں اور عادتیں اس قسم کی نہیں تھیں جیسے آج کل کے زمانے میں ہیں کہ صبح اٹھ کر چائے کی پیالی نہ پئیں تو سارا دن سردرد میں مبتلا رہیں۔ تو اس لئے اس سادہ دور میں یہ بات مشقت کا مظہر نہیں ہے بلکہ ایک سنت ہے محبت کے نتیجے میں جو قربانی خدا کے حضور پیش کرنی ہے اسی میں سے کچھ کھایا جائے اور جنہوں نے نہیں کرنی ان کا یہ مطلب تو نہیں کہ تین دن بعد قربانی کریں تو تین دن بھوکے رہیں۔ اس لئے استنباط موقع اور محل کے مطابق کیا جاتا ہے۔ بہرحال اس عید پر تو یہ ثابت ہے کہ ہمیشہ جانے سے پہلے کچھ کھایا کرتے تھے اور اس روایت میں ہے کہ کھجوریں پسند فرماتے تھے کہ عید سے پہلے چند کھجوریں کھا لیتے تھے اور راوی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ کھجوریں طاق مقدار میں ہوتی تھیں، جفت نہیں ہوتی تھیں۔ معنی ایک یا تین یا پانچ یا سات یا نو جتنی بھی ہوتی تھیں آپ طاق تعداد میں کھایا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ ؐ فرمایا کرتے تھے کہ خدا ایک ہے اس لئے طاق سے محبت کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیشہ طاق کا خیال رکھا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نمازیں بھی دیکھیں طاق بنا دیں۔ فرائض میں مغرب کی تین رکعتوں نے سارے فرائض کو طاق کر دیا۔ نوافل میں وتر کی تین رکعتوں نے سارے نوافل کو طاق کر دیا۔ تو یہ مضمون ہے مگر بنیادی طور پر محبت کا مضمون ہے۔ کوئی منطقی فلسفے کی بات نہیں ہے ورنہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں، جوڑا جوڑا کیوں بنایا۔ خدا نے ہر چیز کو جوڑا بنایا۔ اس لئے یہ بحثیں اگر اس طرح آگے چلائی جائیں تو لغو باتیں بن جائیں گی۔ جوڑا جوڑا ہی بنایا ہے مگر بعض حالات میں جہاں طاق کا مضمون اطلاق پاتا ہے وہاں طاق اچھا لگتا ہے۔ بس اس سے زیادہ اس میں ضرورت سے بڑھ کر تردد و تفحص کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر پڑھنے گھر سے نکلے تو آپ نے دو رکعت نماز عید پڑھائی اور دو رکعت عید سے پہلے اور بعد میں کوئی نفل ادا نہیں کیا۔ اس لئے یہ بھی یاد رکھیں کہ عید سے پہلے اور بعد نوافل کا کوئی رواج نہیں ہے اور صرف دو رکعتیں عید ہی ہیں جو اس دن کا نفل ہیں یا اس دن کے پہلے حصے کا نفل ہیں۔

☆ ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے روز نوجوان لڑکیوں کو بھی عید پر آنے کی تاکید کرنے کا اعلان فرمایا۔ یعنی ان کو حکم دیا کہ یہ اعلان کر دو کہ نوجوان بچیاں بھی آئیں۔ اور جنہوں نے شرعاً نماز نہیں پڑھنی وہ بھی آئیں۔ اور وہ نماز نہ پڑھیں مگر عید کی دوسری تقریبات میں شامل ہوں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ وہ جو چادریں اوڑھے ہوتی ہیں، چادر اوڑھنے والایاں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم چونکہ چادر اوڑھتی ہیں، ہمارا پردہ سخت ہے، ہمیں جانے کا حکم نہیں۔ فرمایا چادر والیاں بھی آئیں اور ہم سب دعا میں شامل ہوں۔ یہ مقصد تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ، بعض ایسی ہیں جو پردہ دار ہیں، شرم رکھتی ہیں یعنی ان معنوں میں کہ ان کے پاس چادر کوئی نہیں ہے، وہ کیا کریں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسری عورت اپنی بہن کو اپنی اوڑھنی پہنا دیا کرے یہ تو کوئی مشکل نہیں ہے۔ تو وہ جو میں نے پہلے ضمناً ذکر کیا تھا وہ یہی حدیث ہے کہ وقتی طور پر جب خوشیوں کے موقعے ہوں تو اپنی غریب بہنوں کی ضرورت پر خود نظر رکھنی چاہئے۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ اپنی امیر بہنوں سے مانگ لیا کریں۔ دیکھیں کیسی صاف بات ہے۔ فرمایا ہے جو دیکھنے والی عورتیں ہیں وہ دیا کریں ان کو، نہ کہ وہ بے چاریاں مانگتی پھریں۔

جہاں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عید کا تعلق ہے وہ بعینہ اسی طرح ہوتی تھی جیسا کہ احادیث میں ذکر ملتا ہے۔ اور وہی عید ورانتاً ہم لوگوں نے بھی پائی۔ ان معنوں میں کہ ان صحابہ ؓ کو بھی دیکھا جن میں کبار بھی شامل تھے۔ بعد میں آنے والے صحابہ بھی تھے اور حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کے دور میں بھی عیدیں پڑھتے دیکھا، عیدیں مناتے دیکھا۔ یہی رنگ تھا عیدوں کا جو اس زمانے میں بھی جاری رہا۔ کچھ کھیل کود بھی ہو جایا کرتی تھی، کچھ میچز (Matches) ہو جایا کرتے تھے اور خوشیوں کے طریق اور بچے مل کے گاتے تھے۔ تو یہ عیدیں جو ہیں اسی طرح ابھی بھی جاری کرنی چاہئیں۔ اور وہ بات جو میں نے کہی تھی کہ اپنے غریب بھائیوں کی اور بہنوں کی خوشیوں میں بھی شامل ہوں۔ اس کا اس حدیث سے استنباط ہوتا ہے کہ جس کے پاس چادر نہیں اس کو چادر دیں۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ دے کے واپس لے لیں لیکن انداز ایسا ہے کہ گویا عارضی طور پر دے دیں۔ عارضی طور پر بھی دیں تو بسا اوقات دینے والا بھی شرم محسوس کرتا ہے واپس لیتے ہوئے اور میں سمجھتا ہوں کہ احمدیوں میں یہ حیا بہت ہونی چاہئے۔ جس بہن کی ضرورت کی خاطر دیا ہے ایک دفعہ کھل گیا تو پھر حیا مانع ہو جانی چاہئے کہ وہ واپس کریں تو وہ واپس لے لیں۔ اور یہ انسانی فطرت ہے۔

☆ ایک نیکی کی توفیق ملتی ہے تو دس نیکیوں کا ثواب اس لئے بھی ملتا ہے کہ دس نیکیوں کی بھی توفیق مل جاتی

ہے اور پھر وہ آگے بڑھتی چلی جاتی ہیں اس لئے یہ جو مضمون ملتا ہے کہ کہیں دس (۱۰) نیکیوں کا ثواب، کہیں سو (۱۰۰) نیکیوں کا، کہیں بے حساب، تو یہ اللہ کے بندوں کے خدا سے تعلقات کے مختلف مراحل ہیں، مختلف صورتیں ہیں جو ان کے لئے ثواب کی ترتیب دیتی ہیں۔ اگر خدا سے تعلق والا اس طرح نیکی میں بڑھے کہ ہر نیکی ایک لذت پیدا کرے اور اس کے نتیجے میں دوسری نیکیوں کی توفیق ملتی چلی جائے تو پھر اس کا ثواب بھی لامتناہی ہوتا چلا جاتا ہے جو حد توفیق اور حد استطاعت تک نیکیوں کو بڑھا دیتا ہے پھر اللہ اس حد پہ رکتا نہیں وہاں سے پھر بے حساب کا مضمون شروع ہوتا ہے کیونکہ وہ بندہ جو خدا کی خاطر اپنی حد تک پہنچتا ہے اس کی جزا تو یہ ہے کہ خدا اپنی حد تک پہنچے اور وہ حد بے حد ہی ہے۔۔ لامتناہی، جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ تو اللہ سے تعلقات قائم کرنے کے لئے ان باتوں کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔ آپ کی محدود چیز ہے وہ ڈال دیں، لامحدود میں حصہ پا لیں۔ آپ کے برتن میں اگر تھوڑی گنجائش ہے تو سارا دے دیں، تا کہ خدا کا برتن جو لامحدود ہے اس میں آپ کا حصہ بن جائے۔ یہ وہ مضامین ہیں جن کا نیکی کے عدل اور احسان اور ایتاء ذی القربیٰ سے تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی روح کے مطابق دنیا میں عیدیں قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ عید کی خوشی میں سب احباب کے لئے میٹھے چاول پکوائے اور اس زمانے کے سادہ معاشرے میں میٹھے چاول بھی بڑی چیز سمجھی جاتی تھی۔ وہاں عام طور پر غریبانہ زندگی تھی۔ کبھی گھر میں لوگوں کے، گڑ کے چاول پک گئے تو پک گئے یا کہیں کوئی میٹھا مل گیا یا گڑ کے ساتھ روٹی کھالی مگر میٹھے چاول جو تھے جس کو زردہ کہتے ہیں آج کل تو ایک معمول کی عام سی چیز بن گئی ہے، اس زمانے میں ایک بڑی ٹریٹ (Treat) تھی۔ تو صحابہ نے محسوس کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو بڑی خاطر کی ہے اور میٹھے چاول سب کے لئے پکوائے۔ اس وقت گیارہ بجے کے قریب راوی بیان کرتے ہیں کہ خدا کا برگزیدہ جری اللہ فی حلل الانبیاء سادہ لباس میں مگر ایک چوغہ زیب تن کئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔ اس موقع پر یہ الہام بہت ہی سجتا ہے اور لکھنے والے نے خوب لکھا ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء کہ اللہ کا پہلوان حلل الانبیاء، انبیاء کے چوغوں میں آیا ہے۔ انبیاء کے لباس میں ملبوس ہو کے آیا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم چوغہ پہنا کرتے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جو آپ کو سادہ کپڑوں میں چوغہ میسر آیا وہ چوغہ زیب تن کئے ہوئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔ جس قدر احباب تھے انہوں نے دوڑ کر حضرت اقدس کی دست بوسی کی اور عید کی مبارک باد پیش کی۔ یہ عیدوں کے رنگ ہیں جو انبیاء سے اور انبیاء کے عشاق سے ہم نے پائے اور انہیں کو ہمیشہ زندہ رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب عید کے موقع پر مبارک باد کا جہاں تک تعلق ہے بعض دفعہ خدا نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور آپ کی جماعت کو خوش خبریاں دی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔

و بشرني ربي و قال مبشرا
ستعرف يوم العيد والعيد اقرب

کہ مجھے خدا نے خوش خبری دی ہے۔ وقال مبشرا اور مبشر بنتے ہوئے مجھ سے فرمایا یعنی خوش خبریاں دیتے ہوئے مجھ سے فرمایا ستعرف یوم العید کہ تو عید کا دن پہچان لے گا. جان لے گا یا اس بات کو جس کی ہم خوش خبری دے رہے ہیں تو عید کے دن معلوم کر لے گا کہ وہ کیا بات تھی۔ والعید اقرب اور ایک خوشی کی عید اس کے ساتھ ہی جڑی ہوئی ہوگی۔ یہ الہام لیکھرام کی اس موت کی صورت میں ظاہر ہوا یعنی پوری طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے سچا ثابت ہوا جو عید سے ملحقہ دن ہوئی تھی اور چونکہ الٰہی نشان کے طور پر تھی اس لئے اس کو بھی خدا نے یوم عید قرار دیا کہ والعید اقرب ایک ایسی عید ہے جو اس کے ساتھ جڑی ہوئی ہوگی۔ دوسرا اس کا میں نے ترجمہ کیا ہے۔ ستعرف یوم العید۔ کہ تم عید کا دن پہچان لو گے وہ اپنی علامتوں کے ساتھ ظاہر ہو گا اور وہ حقیقی عید ہے جو خدائی نشانات کے پورا ہونے کی عید ہے۔ پس اس عید کے لئے بھی ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ وہ عید جس کو ہم ہی نہیں بلکہ دنیا پہچان لے کہ ہاں اس کو عید کہتے ہیں۔ کثرت سے الٰہی نشانات پورے ہو رہے ہوں اس عید کا دن دیکھنے کی بھی توفیق عطا ہو۔

☆ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے نام مکتوب میں لکھا کہ آج رات خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ لڑکے کہتے ہیں کہ عید کل تو نہیں پر پرسوں ہوگی۔ اس الہام پر میں پہلے بھی کچھ گفتگو کر چکا ہوں۔ یہ جو کل اور پرسوں کا معاملہ ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ کل نہیں تو پرسوں یہ ظاہری معنے ہیں جن معنوں میں یہ بات پوری ہو سکتی ہے اطلاق پا سکتی ہے۔ مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وہی استنباط فرمایا ہے جس کی طرف میری طبیعت بھی ہمیشہ سے مائل ہے کہ یہاں کچھ اور وعدے ہیں خوش خبری کے اور کل پرسوں کا مضمون کل اور اس کے بعد آنے والے دن سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ ایک محاورہ ہے۔ کل پرسوں کی بات ہے۔

میں نے بھی ایک دفعہ اپنے ایک شعر میں کہا تھا۔

ہم آن ملیں گے متوالو بس دیر ہے کل یا پرسوں کی

تو جو اس محاورے کو نہیں سمجھتے انہوں نے سمجھا کہ اس سال یا اگلے سال، یا اگلے سال یا اس سے اگلے سال۔ یہ کل پرسوں کی بات مراد ہے کہ جب آخر خوشیاں آ جاتی ہیں اور غم پیچھے رہ جاتے ہیں تو یہ کل پرسوں کی باتیں دکھائی دیتی ہیں پھر۔ کتنے دن دیر ہوئی۔ بس کل پرسوں کی بات تھی وہ ہو گئی پوری۔ تو یہ بھی دعا کریں کہ ہماری عید بھی کل پرسوں کی عید بن جائے۔۔ ان معنوں میں جن معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خدا نے فرمایا عید کل تو نہیں پر پرسوں ہوگی۔

پھر اس عید کی خوش خبریوں میں ایک الہام یہ ہے کہ ۹ فروری ۱۹۰۷ء کا "العید الاخر تنال منه فتحاً عظیماً" کہ ایک عید ہے جو اور قسم کی عید ہے۔ دوسری عید ہے جس کے ساتھ فتح عظیم نصیب ہوگی۔ وہ حاصل ہو جائے گی جو فتح عظیم ہے۔ تو یہ جو دن ہیں یہ بڑے اہم ہیں اور دعاؤں کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ عید بھی ہمیں عطا کرے جس کے متعلق یہ الہام بھی اپنی پوری شان سے پورا ہو۔ یہ سال خاص برکتوں کا سال ہے۔ اس میں تو مجھے ایک ذرہ کا بھی شک نہیں۔ مگر وہ برکتیں کس طرح، کس شکل میں پوری ہونگی یہ تو تعرف یوم العید والی بات ہی ہے۔ جب وہ خدا کے وعدے پورے ہونگے تو چمکتے ہوئے سورج کے نشان کی طرح انسان پہچان لے گا پھر یہ شک کی گنجائش نہیں رہے گی کہ یہ مطلب تھا کہ وہ مطلب تھا۔

اس ضمن میں بعض دفعہ لوگ کسی ایک خوشی کو ان وعدوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ میں نے مثلاً یہ کہا تھا کہ مجھے خدا کی رحمت سے توقع ہے کہ بعد گیارہ انشاء اللہ کا الہام ان معنوں میں ہمارے لئے شاید پورا ہو اور غالباً میرا خیال ہے کہ خدا کرے تو پورا ہو کہ ہجرت کے گیارہ سال پورے ہو گئے اس کے بعد جو دور ہے وہ قریب کا دور اس میں خدا تعالیٰ کچھ نشانات ظاہر فرمائے گا۔ اس ضمن میں میں نے بعد میں ایک یہ توجیہہ بھی پیش کی کہ ایک ایسا واقعہ ہوا ہے پاکستان میں جو اگر نہ ہوتا تو اس کے عواقب ملک اور قوم کے لئے بہت ہی خطرناک ہوتے اور پاکستان کے لئے تو وہ ایک مہلک واقعہ ان معنوں میں تھا کہ اس کے اندر ہلاکت کے بیج موجود تھے۔ اگر وہ ہو جاتا تو اس کے بعد پاکستان کی ہلاکت یقینی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے روک لیا اور جماعت سے اس کا یہ تعلق ہے کہ اس واقعہ کا جماعت کے ساتھ جو انتہائی ظالمانہ سلوک کی نیتیں تھیں ان کا تعلق تھا اور جماعت کے خلاف ظلم کی نیتوں کے پردے میں فائدہ اٹھاتے ہوئے قوم کے خلاف ایک سازش کی گئی تھی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پہلو سے تو وہ بات پوری ہو بھی گئی ہے۔ مگر جسے اس سے زیادہ کی توقع ہے اور میری دعا ہے کہ اس کے بعد جو دوسرے نتائج ظاہر ہوں اللہ کرے وہ جماعت کے لحاظ سے مثبت خوش خبریاں لانے والے بھی بنیں۔ یہ وہ خوش خبریاں ہیں جو ایک قسم کا منفی رنگ رکھتی ہیں یعنی خوش خبریاں منفی نہیں مگر ان کی نوعیت ایسی ہے جو اس حادثے سے بچالیا گیا۔ اس حادثے سے بچالیا گیا جیسے کہا جاتا ہے بالکل وہ حادثہ ایسا ہونے والا تھا کہ اگر ایک لمحہ کی دیر ہو جاتی تو وہ شخص ہلاک ہو جاتا۔ یہ بھی ایک بڑی خوش خبری ہے مگر ایک خوش خبری یہ ہے کہ خدا نے تمہیں یہ عطا کر دیا۔ فلاں چیز عطا کر دی، فلاں چیز عطا کر دی تو اس پہلو سے کوئی بڑی عید ہمارے لئے مقدر ہونی چاہئے جو گیارہ سال کے بعد ہو۔ بعض احباب یہ لکھ رہے ہیں کہ جو ایم ٹی اے کو خدا نے نئی کامیابیاں عطا کی ہیں یہ بھی بات پوری ہو گئی۔ میں ان سے اتفاق نہیں کرتا اس لئے کہ ایم ٹی اے کی کامیابیاں بہت ہیں مگر اس کو یہ کہنا کہ بعد گیارہ کے ساتھ اس کا تعلق ہے میرا دل اس پر بالکل مطمئن نہیں۔ لکھنے والے شاید مجھے عذر مہیا کر رہے ہیں۔ وہ غالباً یہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی دشمن کہے کہ نہیں بات پوری ہوئی تو آپ یہ کہہ دینا آگے سے، تو اس طرح مجھے بچوں کی طرح سکھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کی مرضی ہے اس کی مرضی پر کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ وہ چاہے گا تو جب دے گا اور جو دے گا وہ خود اپنی ذات میں ایک نشان ہو گا، بولتا ہوا نشان، چاند کی طرح روشن نشان۔ اس سے بھی بڑھ کر، سورج کی طرح روشن، اس سے بھی بڑھ کر۔

پس وہ خوش خبریاں جو خدا کی طرف سے آتی ہیں جب پوری ہوتی ہیں تو خود ظاہر کرتی ہیں اپنے پورا ہونے کو۔ ان کے لئے عذر نہیں تراشے جاتے۔ اور عذر تراشتے ہیں تو آپ گویا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ پوری تو نہیں ہوئی چلو خدا کا منہ رکھنے کی خاطر کہ اس کی بات سچی نکلی یہ باتیں پیش کر دو یہ طریق درست نہیں ہے۔ انہوں نے تو نیک نیت سے ہی لکھا ہو گا مگر میں بتا رہا ہوں کہ وہ بات جو دل کی گہرائی تک مطمئن نہ کر دے وہ سچی نہیں ہوتی اور نیکی کی تائید میں جھوٹی باتیں پیش کرنا ایک بچگانہ کھیل ہے۔ اس سے بہتر ہے دشمن ہنستا ہے تو ہنستا پھرے۔ مگر لیں گے وہی جو خدا دے گا اور ہمارا دامن ہمیشہ اس کے حضور کھلا رہے گا۔ آج نہیں تو کل دے گا۔ کل نہیں تو پرسوں دے گا۔ کل اور پرسوں کی تو بات ہے۔ مگر جب وہ دیتا ہے تو اسی طرح دیا کرتا ہے۔

دیکھو ضیاء کے زمانے میں کیا ہوا تھا۔ کتنی دیر دشمنوں نے طعنے دئے اور دیتے رہے کہ کیا کر لیا ہے، کیا بگاڑ لیا ہے۔ مگر جب خدا کی بات پوری ہوئی تو کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ آج تک اس اعجاز کا کوئی نشان دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ چند دن پہلے خدا بتا دیتا ہے کہ ہونے والا ہے واقعہ۔ اور چند دن بعد ایسا رونما ہوتا ہے کہ بعینہ جیسا جیسا کہ اس کے متعلق جو کچھ پہلے کہا گیا تھا وہ ساری باتیں اس ایک واقعہ کے اندر اکٹھی ہو گئیں۔ اس خدا سے توقع ہے۔ کہ کسی نفس کے بہانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیں گے تو اس سے شان کا نشان لیں گے ورنہ جب وہ دے گا ٹھیک ہے، وہ نہ دے گا تب بھی ہم راضی ہیں۔ توجیہات ہیں اور اعلیٰ توقعات کے ساتھ تقویٰ کے ساتھ یہ توجیہات ہونی چاہئیں۔ اس میں نفس کے بہانوں کو شامل نہیں ہونا چاہئے۔

جو پہلی بات تھی وہ میں نے غور کے بعد آپ کے سامنے رکھی تھی۔ لوگوں کو اندازہ نہیں ہے کہ وہ کتنا خطرناک واقعہ تھا۔ اگر وہ ہوتا تو ہرگز پاکستان کی فوج کا مزاج مجموعی طور پر اس کو قبول نہیں کر سکتا تھا۔ ناممکن تھا کہ اس کے بعد خانہ جنگی شروع نہ ہو جاتی۔ اور جب ہندوستان تیار بیٹھا ہو سامنے اور بہانے ڈھونڈ رہا ہو جنگ کے تو اس وقت پاکستان کے اندر یہ فتنہ رونما ہو جانا یہ کسی پہلو سے قابل قبول نہیں تھا۔ اور جو شریعت بنائی جا رہی تھی اس وقت بعض جاہلوں کی طرف سے جن کا حال یہ تھا کہ وہ معمولی دینی امتحان بھی پاس نہیں کر سکے تھے اس کے باوجود مفتی بن بیٹھے ان کی بنائی ہوئی شریعت کو نافذ کرنے کا ارادہ تھا اور وہ شریعت جو نیک دل پاکستان کے دین سے محبت کرنے والے ہیں ان کو بھی قبول نہیں تھی۔ جس طرح ساری عورتوں سے انہوں نے سلوک کرنا تھا جس طرح ساری عورتوں کی تعلیم کے اوپر قدغن لگا دی جانی تھی۔ سب لڑکیوں کے سکول کالج بند، وہاں کے داخلے ختم۔ یہ شریعت تھی ان کے دماغوں کی۔ جہالت جو عورتوں پر ٹوٹنی تھی ممکن کیسے تھا کہ سارا ملک اس مصنوعی انسانی شریعت کو برداشت کر لیتا خواہ اسلام کے نام پر ہوتی۔ تو جو باتیں میں نے کہی تھیں وہ کچھ فرضی بہانہ نہیں، بہت گہری حقیقت رکھتی ہیں۔ لیکن میرا دل مطمئن نہیں ہے کہ صرف یہ ہی ہو اور ہم کہہ دیں کہ بات پوری ہو گئی۔ ایک تو ہو گئی اب آگے دیکھیں خدا کیا دکھاتا ہے۔

پس یہ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ وہ عید ہمارے لئے لائے۔ "ستعرف یوم العید والعید اقرب" کہ ایک عید کے ساتھ دوسری عید ملی ہوئی ہو اور یا قریب

ہو اس کے۔ اور ایک خوشخبری کے بعد خدا دوسری خوش خبری دکھائے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا۔ یہ بھی ۱۹۰۷ء کا ہے۔ ساقیا آمدن عید مبارک بادت۔ اے ساقی تجھے عید کی آمد مبارک ہو۔ اب وہ ساقی کون ہے۔ اصل ساقی تو ساقی کوثر ہیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ پس جو وہی بادہ لٹانے والے ہیں وہی بادہ تقسیم کرنے والے ہیں ان کو عید کی مبارک دی جارہی ہے۔ اور آج اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ اسی بادہ کو لے کر گھر گھر نکل کھڑی ہوئی ہے۔ مشکیزوں میں وہی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فیضان کا بادہ ہے اور سب دنیا میں تقسیم کر رہی ہے اور خم پر خم لنڈھا رہی ہے۔ تو اس پہلو سے آپ سب اسی ساقی کے بنائے ہوئے وہ چھوٹے چھوٹے ساقی بن گئے ہیں جو اب دنیا میں پھیل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ عید اس پہلو سے مبارک کرے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عرفان اور فیضان کا نور آپ سب دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ اور دنیا والے دو دو ہاتھ آگے کر کے پی رہے ہیں۔ یہ جو میں بات کہہ رہا ہوں اس کے پیچھے ایک لمبی تفصیل ہے۔ کس طرح خدا دلوں کو پلٹ رہا ہے، کس طرح خدا تعالیٰ رویاء کے ذریعے، بعض دفعہ کشوف کے ذریعے لوگوں کو تیار کر رہا ہے اور وہ دوڑے چلے آتے ہیں کہ ہمیں بھی کچھ دو اس فیض سے۔ پس یہ عید ہے جو ہوگی انشاء اللہ۔ دعائیں کریں کہ جلد تر ہو۔

اور پھر وہ عید ہے جو جماعت کی فتح کی ایسی عید بھی آنے والی ہے کہ جس میں دوسرے شامل ہونے سے متردد ہونگے، تکلیف محسوس کریں یا جو بھی صورت ہو، مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بھی ۱۹۰۷ء کا الہام ہے۔ عید تو ہے چاہے کرو نہ کرو۔ خوشیوں کا دن تو آگیا، اب مناؤ نہ مناؤ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ مراد نہیں ہے کہ چھٹی ہے تمہیں. عید ہے چاہو تو کرو۔ ایک محاورہ ہے۔ اب تمہارے نہ کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ عید تو آگئی۔ غلبہ تو ظاہر ہو گیا۔ اب شامل ہونا ہے تو ہو۔ نہیں تو نہ سہی۔ تمہارے نہ ہونے سے کچھ بھی فرق نہیں پڑتا۔ تو اللہ کرے کہ یہ ساری عیدیں جن کا الہامات میں ذکر ہے اور ہمیں قریب آتی دکھائی دیتی ہیں ان کو جلد تر ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ان عیدوں کے سانسوں میں سانس ملا کر سانس لیں۔ ان کی خوشیاں ہمارے رگ و پے میں پیوستہ ہوں۔ اللہ کرے کہ وہ رونق کے دن جو آرہے ہیں اور بڑھتے چلے جارہے ہیں ایک بھرپور بہار میں تبدیل ہو جائیں۔ ایسی بہار کہ سوکھے ہوئے پودوں کو یہ کہہ سکیں کہ بہار تو ہے چاہے مناؤ یا نہ مناؤ۔

اس ضمن میں جو بعض خوش خبریاں چھوٹی چھوٹی۔ میں نے اس لئے یہ تمہید باندھی تھی خوش خبریاں بتانے سے پہلے کہ کہیں یہ خطنہ آنے شروع ہو جائیں کہ وہ بات پوری ہو گئی بعد گیارہ، وہ اور بات ہے میں نے سمجھا دیا ہے۔ یہ جو خوش خبری ہے اس کا ایک کا تعلق تو یو۔ کے۔ (U.K.) جماعت سے ہے۔ وہ جماعت کے لئے مرکزی مسجد جس کے لئے بڑی دیر سے تمنا کی تھی اور تحریک کی جاچکی تھی۔ اب اللہ کے فضل سے اس کی کارروائی تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ الحمدللہ۔ کہتے ہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہو گیا۔ مراد یہ ہے کہ جو شرطیں زبانی طے ہونے والی تھیں وہ ہو چکی ہیں۔ جو رسمی تحریریں ہیں شاید وہ باقی ہیں۔ پس جماعت یو۔ کے۔ کو بہت بہت مبارک ہو۔

اور ان کو. شاید اکثر لوگوں کو علم نہیں کہ اس کے خلاف کیسی کیسی سازشیں کی گئی ہیں بھرپور سازشیں جماعت کے دشمنوں کی طرف سے کی گئیں یہاں تک کہ یہاں اس سارے علاقے میں جماعت کے خلاف زہر پھیلایا گیا کہ یہ تو مسیح کے دشمن ہیں تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرو گے اور ان کو اپنے اندر جگہ دو گے جو مسیح کے متعلق ایسی ایسی باتیں کرنے والے کے غلام ہیں۔ اور بھی بہت سے فتنے اٹھائے گئے۔ کرائے کے ٹٹو بلوائے گئے۔ شور مچائے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ جب کسی عطا کا فیصلہ کر لیتا ہے تو ایسے لوگوں کو کچھ بھی توفیق نہیں ملتی۔ ساری باتیں ان کی رائیگاں گئیں اور اس کونسل کے جو کونسلرز ہیں انہوں نے سب باتیں سننے کے باوجود پہچانا کہ یہ کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا آپ بالکل فکر نہ کریں۔ ہمیں پتہ ہے کہ حاسد لوگ ہیں۔ محض حسد کر رہے ہیں اور آپ سے بہتر اور شریف جماعت ہمیں میسر نہیں آسکتی۔ اس لئے ہماری طرف سے دروازے کھلے ہیں، شوق سے آئیں۔ ان لوگوں کی تنگ نظری کی وجہ سے اگر کچھ ہمیں شرطیں لگانی پڑ رہی ہیں تو آپ کا ہمارے ساتھ جب رابطہ بڑھے گا اور سب لوگ دیکھیں گے اور آپ کو پہچانیں گے اور آپ کے اخلاق سے متاثر ہونگے تو پھر پابندیاں بھی آہستہ آہستہ اللہ کے فضل کے ساتھ دور ہو جائیں گی۔ تو ان چند شرائط کے ساتھ جن کا میں نے ذکر کیا ہے ہم نے اس بات کو قبول کر لیا ہے۔

انشاء اللہ اب آئندہ اس کی تعمیر کا دور شروع ہوگا۔ جیسا کہ پہلے حصے میں جماعت نے قربانیاں دی ہیں۔ ابھی کچھ ضرورت ہے۔ باقی امید ہے امیر صاحب دورہ کریں گے .U.K کا اور ایک بلال کو بھی ساتھ لے جائیں، جھولی پھیلانے والے کو۔ اللہ توفیق دے یہ دورہ بہت کامیاب ہو اور جو کمی رہ گئی ہے وہ پوری ہو۔ پہلے میرا خیال تھا اور کچھ میں نے امیر صاحب کو امید بھی دلا دی تھی غلطی سے کہ فکر نہ کریں جو زائد ہو گا، ضرورت ہوگی وہ ہم جماعت کے مرکزی فنڈ سے دے دیں گے۔ لیکن ایم ٹی اے کی ضروریات زیادہ غالب ہیں۔ ان کا سب دنیا سے تعلق ہے اور بہت بڑے بڑے سودے ہمیں عالمی سطح پر کرنے پڑے ہیں جن کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے وقار کو، جماعت کے تعارف کو بہت بڑی تقویت حاصل ہوگی۔ اور ایسے ایسے سودے ہیں جن کے نتیجے میں انشاء اللہ امریکہ، کینیڈا اور جنوبی امریکہ کے کسی حصے تک انشاء اللہ تعالیٰ چوبیس گھنٹے اب پیغام پہنچ سکے گا۔ اور اس سلسلے میں بھی وہ آخری شرائط طے عملاً ہو چکی ہیں ان کی بعض تفاصیل رہتی ہیں مگر ایک اور فائدہ اس کا یہ ہو جائے گا کہ امریکہ ہمارے پروگرام بھی سنا سکے گا اور اپنے پروگرام بھی وہاں کے مقامی پروگرام اپنی ضرورت کے مطابق چوبیس گھنٹے کے زائد وقت میں جتنے چاہے دے سکے گا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سے ہماری نئی نسلوں کی ضرورتیں بہت پوری ہو جائیں گی اور امریکہ میں ایک تبلیغ عام کا ایک دور شروع ہو جائے گا۔

پس یہ بہت بڑی خوش خبری ہے لیکن اتنی بڑی خوش خبری ہونے کے باوجود میں یہ نہیں کہتا کہ بعد گیارہ کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔ تھوڑا مانگ لیا تو باقی کیا کریں گے پھر۔ اس لئے ہم نے ہاتھ پھیلائے ہی رکھنا ہے کہ اللہ میاں جزاک اللہ۔ اللہ میاں کو آدمی جزاک اللہ نہیں کہہ سکتا مگر بعض دفعہ بیساختگی میں نکل جاتی ہیں ایسی باتیں۔ کہ اے اللہ تیرا بہت بہت شکریہ۔ لیکن کچھ اور چاہئے۔ ہمارا دامن وسیع ہے اور تیری رحمت بے انتہا ہے۔ اسے ایسا بھر کہ چھلکنے لگے۔ ان دعاؤں کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

اس ضمن میں جنہوں نے بہت محنت کی ہے. دن رات محنت کی اور خدا کے فضل کے ساتھ ہمیں رشین ٹیلی ویژن کے چنگل سے نجات بخشنے میں بہت ہی کام کیا ہے۔ وہ اور ان کے ساتھ کام کرنے والے دو ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے ان خدمات میں نمایاں حصے لے گئے اور نمایاں برکتیں پا گئے تو ان برکتوں کے خیال کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے آپ کے اس کپڑے میں سے جو ذاتی طور پر میرے حصے میں میری والدہ کی طرف سے آیا تھا اس میں سے کچھ ٹکڑا اس سند کے ساتھ کہ آپ کی نیک خدمات کے نتیجے میں یہ تبرک میں آپ کو دے رہا ہوں میں نے سوچا ہے کہ آج عید کے موقع پر ان کو دے دیا جائے تا کہ اس عید میں یہ بھی ان کی آئندہ نسلیں بھی ہمیشہ کے لئے شامل ہو جائیں۔

(رفیق) حیات صاحب نے شروع کروایا تھا۔ کام زیادہ نصیر شاہ نے کیا ہے۔ لیکن حیات صاحب اول تھے جن کے دماغ میں یہ آئیڈیا آیا تھا کہ نصیر شاہ کرے گا۔ ماشاء اللہ۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبرک کا ٹکڑا ہے۔ یہ قمیص جو گرمیوں میں آپ ہلکی ہلکی قمیص پہنا کرتے تھے، ململی۔ یہ اس قمیص سے لیا گیا ہے جو بدن کے ساتھ چسپاں رہتی تھی اور اس زمانے میں گرمی کے دنوں میں پسینے بھی زیادہ تھے کیونکہ ٹھنڈک کے مصنوعی سامان نہیں تھے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس قمیص میں بارہا آپ کا پسینہ جذب ہوا ہوگا۔ اللہ مبارک کرے۔ آئیں جی سید نصیر شاہ صاحب جو ماشاء اللہ بہت عقل کے ساتھ، بہت حکمت اور پیار سے سب دنیا سے انہوں نے رابطے کئے اور جنون بنا لیا اور جب تک کامیابی نہیں ہوئی اس وقت تک رکے نہیں خدا کے فضل سے۔ بارک اللہ لکم۔ السلام علیکم۔

(اس کے بعد حضور نے تبرک دونوں احباب میں تقسیم فرمایا اور السلام علیکم کہہ کر تبرک دینے کے بعد بارک اللہ لکم کی دعا دی۔ ساتھ دوسرے احباب نے بھی مبارک باد دی اور حضور نے فرمایا):

آیئے اب اس کے بعد خطبہ ختم ہوگا اور ہم دعا میں شامل ہونگے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا. وہ ہمارے بھائی جو عید میں شریک ہیں۔ مختلف جگہ اس وقت، وقت عید کا یہ تو سب جگہ یکساں نہیں مگر شامیں ہیں کہیں. کہیں صبحیں ہیں ان سب کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور یہ سارے اجتماع چاہتے ہونگے کہ ہمارا ذکر بھی چلے مگر وقت کے محدود ہونے کی وجہ سے مجبوراً ہر ایک کا نام نہیں لیا جاسکتا۔ مگر میری تصور کی آنکھ ان کو عید پہ آنے سے پہلے ہی سے دیکھتی رہی ہے۔ سارے Scan کرتا رہا ہوں۔ کہیں جاپان میں کبھی پہنچا. کبھی آسٹریلیا. کبھی انڈونیشیا. کبھی پاکستان، کبھی امریکہ، کبھی افریقہ تو بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں یہ عید دکھائی جارہی ہے یا کل دکھائی جارہی ہوگی۔ وہ سب ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ ہم ان سب کو پھر ایک دفعہ مبارک باد دیتے ہیں۔

سب یادوں سے زیادہ درد انگیز یاد اسیران راہ مولیٰ کی ہے۔ اور وہ جن کو شہید کیا گیا، جن کے بچے بظاہر بے سہارا ہیں مگر خدا کے نظام میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام میں کوئی بے سہارا نہیں. کوئی یتیم نہیں ہے۔ اس لئے جماعت اپنے فرائض کو خدا کے فضل سے پوری طرح سرانجام دے رہی ہے۔ مگر جو دل کے معاملات ہیں وہ دل ہی کے معاملات ہیں۔ ان کے دل ہی جانتے ہیں جن کے پیارے ان کے ہاتھ سے جاتے ہیں جن کی آزادیاں چھین لی گئی ہوں تو اس پہلو سے دعاؤں کی بہت ضرورت ہے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنی رحمت سے خود ان کے دلوں میں جگہ بنائے. ان کو پیار دے. ان کا سہارا بنے اور ان کی جزا کا دور جلد سے جلد شروع ہو۔ وہ جن کو خوشیاں پہنچی ہیں. آج کے دن زائد خوشیاں پہنچی ہیں اللہ ان خوشیوں کو بھی دائمی کر دے اور برکتیں بڑھا دے۔ وہ جن کو آج کے دن یا قریب کے دن میں غم پہنچے ہیں اللہ ان کے غم کاٹ دے اور ان کے لئے اپنی خوشیوں کے دور شروع کرے۔ ان دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور ان سب کارکنوں کے لئے جو دن رات احمدیت کی خدمت میں مگن ہیں اور یہ جذبہ بڑھتا چلا جارہا ہے۔ آیئے اب ہم دعا کر لیں۔

(بشکریہ الفضل انٹر نیشنل لندن)

ولادت

مورخہ ۹۶-۱۰-۳۱ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام نحل خان رکھا ہے اللہ تعالیٰ نیک اور خادم دین بنائے اور صحت و تندرستی والی خوشیوں والی لمبی زندگی عطاء فرمائے۔ نو مولودہ مکرم شیر احمد خان صاحب درویش مرحوم قادیان کی پوتی اور مکرم نعیم اللہ شیخ صاحب کی نواسی ہے۔ اعانت بدر ۱۰ مارک۔

(منور احمد خان)

ابن شیر احمد خان درویش مرحوم حال مقیم جرمنی

طالبان دعا:-
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگولین کلکتہ 700001
دکان۔ 248-5222,248-1652
رہائش۔ 243-0794، 27-0471

ارشاد نبوی
الدین النصیحۃ
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
(منجانب)
رکن جماعت احمدیہ بمبئی

عالمی یوم صحت کے روز قادیان میں صوبائی سطح کی تقریب

جناب پورن سنگھ جسی ڈائریکٹر ہیلتھ اینڈ فیملی ویلفئر پنجاب کی شرکت

قادیان۔ عالمی یوم صحت کے موقع پر ۷ / اپریل کو احمدیہ سکول کے ہال میں ایک شاندار تقریب منعقد کی گئی جس کی صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے کی مہمان خصوصی کے طور پر چنڈی گڑھ سے جناب پورن سنگھ جی جسی ڈائریکٹر ہیلتھ اینڈ فیملی ویلفئر پنجاب نے شرکت کی۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید اور اس کے ترجمہ سے کیا گیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم سعادت احمد صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے ادا کئے آپ نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے قادیان اور بھارت میں کئے جا رہے خدمت خلق کے کاموں کا مختصر تذکرہ کیا آپ نے بتایا کہ اللہ کے فضل سے جماعت باقاعدگی سے آئی کیمپس اور بلڈ ڈونیشن کیمپس کا انعقاد کرتی ہے اور جماعت کے نوجوان بلا لحاظ مذہب و ملت ان فریضوں کو سر انجام دیتے ہیں۔

اس موقع پر قادیان کی دیگر سوشل تنظیموں نے بھی اپنے اپنے فلاحی کاموں کا تذکرہ کیا۔ مہمان خصوصی کے ہمراہ آئے ہوئے جناب ایس ایس شیگوفہ جناب اسسٹنٹ کوارڈینیٹر جناب گورچرن جیت سنگھ صاحب سیکرٹری نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

جناب پورن سنگھ صاحب جسی مہمان خصوصی نے اپنی تقریر میں جماعت کے ہسپتال کے ساتھ ساتھ دیگر فلاحی اور خدمت خلق کے کاموں کی بے حد تعریف کی آپ نے کہا کہ پنجاب کی سطح پر آج کا یہ عالمی یوم صحت قادیان میں منعقد کر کے انہیں بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے اور یہ دن ان کیلئے ایک تاریخی دن کی حیثیت اختیار کر گیا ہے جبکہ انہیں ایک ایسی جماعت کے خدمت خلق کے کارناموں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے جو کہ وہ بلا لحاظ مذہب و ملت پوری دنیا میں سر انجام دے رہی ہے۔ آپ نے جماعت کی بڑھتی ہوئی خدمت خلق کی کارروائیوں کے پیش نظر اس موقع پر جماعت کو ضلعی اور صوبائی سطح پر خدمت خلق کے تعلق سے قائم کی جانے والی کمیٹیوں کی نمائندگی بھی دی۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے اپنے صدارتی خطاب میں تمام مہمانان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں ان کے شعبہ کے تعلق سے بعض ضروری امور کی نصیحت فرمائی اور آخر میں مہمان خصوصی کی خدمت میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا گیا۔

دھواں ساہی (اڑیسہ) میں لجنہ اماء اللہ وناصرات الاحمدیہ کا صوبائی اجتماع

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں دھواں ساہی میں گیارھواں آل اڑیسہ لجنہ وناصرات الاحمدیہ کا اجتماع منعقد کرنے کی توفیق عطا کی۔ صدر جماعت دھواں ساہی اور مجلس عاملہ جماعت احمدیہ لجنہ اماء اللہ دھواں ساہی اور کوسمبی۔ گوہالی پور۔ محی الدین پور۔ رسول پور کے تعاون سے یہ کام انجام پایا۔

اجتماع کو کامیاب بنانے کیلئے ۹۶-۹-۴ کو صوبائی مجلس عاملہ اور زونل سیکرٹریان کے ساتھ ایک میٹنگ کی گئی۔ جس میں صوبائی اجتماع کے مختلف پروگراموں پر غور کیا گیا۔ میزبان مجلس نے جو کمیٹی تشکیل دی اس میں صدر جماعت۔ صدر لجنہ۔ زعیم انصار اللہ۔ قائد خدام الاحمدیہ۔ سکریٹری امور عامہ۔ سکریٹری ضیافت اس کے علاوہ صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ اڑیسہ زون سکریٹری نمبر ا۔ شامل تھے مہمانوں کی آمد پروگرام کے مطابق مورخہ ۹۶-۱۱-۸ کو جمعہ سے قبل شروع ہوئی۔ رات ۱۰ بجے تک تمام مجالس سے لجنہ وناصرات دھواں ساہی پہنچ گئیں اور کچھ ۹۶-۱۱-۹ کی صبح بھی تشریف لائیں۔ بس اسٹینڈ پر خدام کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ اجتماع میں شرکت کرنے والی اور مقابلہ جات میں حصہ لینے والیوں کے علاوہ قرب و جوار کی لجنات کی ممبر کے علاوہ کیرنگ پنکال۔ کرڈاپلی۔ بھدرک۔ کٹک۔ بھونیشور۔ وغیرہ سے بھی ممبرات نے کثرت کے ساتھ شرکت کی۔ اس کے علاوہ محترم صوبائی امیر اڑیسہ۔ محترم مولوی انعام غوری صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے بھی شرکت کی۔ موصوف نے ہماری دعوت کو قبول کیا۔ اس طرح محترم مولوی عبد الحلیم صاحب فاضل مبلغ انچارج اڑیسہ۔ معلم شمس الحق صاحب۔ مبلغ ہارون رشید صاحب۔ معلم حاتم خان صاحب نے بھی شرکت کی۔ مندرجہ ذیل جماعتوں کی لجنات نے شرکت کی۔ زون نمبر ا۔ گوہالی پور۔ رسول پور۔ کوسمبی۔ محی الدین پور۔ زون نمبر ۲۔ کیرنگ محمودہ آباد۔ خوردہ۔ نرگاؤں۔ بھونیشور۔ بھونیشور او ایم پی۔ زون نمبر ۳۔ کرڈاپلی۔ پنکال۔ تالبر کوٹ۔ کوٹ پلہ۔ غنچہ پاڑا مکتہ دیئی پور (ارکھ پٹنہ) زون نمبر ۴۔ بھدرک۔ سورو۔ زون نمبر ۵۔ کٹک۔ کیندر پاپاڑا۔ چودوار۔ کٹک۔ او ایم پی۔

جماعت کی طرف سے ۹۶-۱۱-۸ کی دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا۔ رات سے باقاعدگی کے ساتھ لنگر خانہ جاری کیا گیا جو ۸ نومبر سے لیکر ۱۱ نومبر کی صبح تک جاری رہا۔ خدا کے فضل سے کھانے کا انتظام بہت ہی اچھی طرح انجام پایا۔ جن ممبران کی ڈیوٹی طعام پر لگائی گئی تھی اپنا کام بڑی ہی ذمہ داری کے ساتھ کیا۔ کسی کو کسی طرح کی شکایت نہیں ہوئی۔ مسجد احمدیہ دھواں ساہی کے قریب جگہ پر جلسہ گاہ بنایا گیا پردہ کا انتظام تھا۔

زیر صدارت صوبائی صدر گیارہویں سالانہ اجتماع لجنہ وناصرات الاحمدیہ کا پہلا اجلاس پروگرام کے مطابق ٹھیک ۹-۳۰ بجے تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔ عہد نامہ کے بعد محترمہ محمودہ نشاط صاحبہ نے خوش الحانی کے ساتھ نظم پڑھی اس کے بعد محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوت و تبلیغ نے مستورات سے خطاب کرتے ہوئے اپنے زریں نصائح سے نوازا اور لجنہ اماء اللہ کی ممبرات کی طرف سے تبلیغی مہمات کو تیز تر کرنے کی تلقین کی اجتماعی دعا کے بعد مقابلہ جات کی کارروائی شروع کی گئی۔ خاکسارہ نے لجنہ وناصرات سے گزارش کی کہ خاموشی کے ساتھ بیٹھ کر جلسہ کی کارروائی سماعت کریں۔ پہلے دن لجنہ کے مقابلہ جات رکھے گئے اور دوسرے دن ناصرات کے۔ مقابلہ جات کی کارروائی ۸ بجے تک جاری رہی اس کے بعد صوبائی صدر کی تقریر ہوئی جس میں انہوں نے اطاعت نظام کیلئے ضروری ہے پر روشنی ڈالتے ہوئے تمام لجنہ وناصرات نیز عہدہ داروں سے گزارش کی ہے کہ آپ لوگ اطاعت کے ساتھ لجنات کے کام کو ترقی دیجئے اسی میں برکت اور کامیابی ہے۔

زونل سیکرٹریان نے بھی اپنے کاموں کو آگے بڑھانے اور سست لجنات کو بیدار کرنے کے سلسلہ میں تمام ممبرات سے تعاون کی درخواست کی۔ تقسیم انعامات۔ اول دوئم سوئم اور خصوصی انعامات وغیرہ دیئے گئے۔ زون کو بھی حسن کارکردگی پر شیلڈ دی گئی جس لڑکی نے مقابلہ جات میں لجنہ وناصرات میں سب سے زیادہ انعامات حاصل کئے اسے بھی صوبہ کی طرف سے کپ دیا گیا۔

آخر میں محترمہ منیرہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ دھواں ساہی نے تمام آئے ہوئے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ علاوہ ازیں صدر جماعت احمدیہ دھواں ساہی۔ خدام۔ انصار اللہ۔ لنگر خانہ والوں کا شکریہ ادا کیا۔ جن کے تعاون سے ہمارا گیارہواں صوبائی اجتماع صوبہ اڑیسہ خدا کے فضل سے انجام پذیر ہوا۔ اجتماعی دعا کے بعد کارروائی ختم ہوئی۔

تعداد ممبرات مقابلہ جات۔ ۲۱۰۔ عہدیداران صوبہ اڑیسہ۔ ۴۲۔ مہمانوں کی تعداد۔ ۱۵۰۔ غیر احمدی مستورات ۵۰۔ جز کی تعداد ۱۰۔

(رپورٹ مرسلہ شیریں باسط صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ اڑیسہ)

STAR CHAPPALS ☎ 543105
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky HAWAI
NTR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ ☎ 649-04524

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

C.K ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOOD FURNITURE
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

01872- 20757

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 THURSDAY, MAY 8 : 1997 ISSUE NO - 19

ہومیو پیتھی طریقِ علاج کے متعلق آسان اور مُفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر ۲۷)

کافیا کروڈا

COFFEA CRODA

(Unroasted Coffee)

کافی ایک مشروب ہے جسے دنیا کے اکثر ممالک میں شوق سے استعمال کیا جاتا ہے خصوصاً یورپ وغیرہ میں اس کا بہت رواج ہے۔ کافی پینے سے نیند اڑ جاتی ہے۔ اعصاب میں زود حسی پیدا ہو جاتی ہے، خیالات میں تیزی آ جاتی ہے۔ دماغ چست ہوتا ہے اس لئے باوجود سونے کی کوشش کے نیند نہیں آتی۔ اگر بہت بولنے اور ذہنی ہیجان کی وجہ سے نیند نہ آئے تو کافیا کی ایک دو خوراکیں ہی پُرسکون نیند لے آتی ہے۔ انسان اتنی جلدی سوتا ہے کہ نیند سے پہلے کی ہلکی سی مدہوشی اور مستی محسوس نہیں ہوتی نکس وامیکا میں بھی یہی علامت ہے کہ نیند اچانک لاتی ہیں۔ نکس وامیکا اور بیلاڈونا کی ایک علامت کافیا میں یہ بھی پائی جاتی ہے کہ شور سے طبیعت گھبراتی ہے اور آوازیں تکلیف دیتی ہیں لیکن کافیا اس لحاظ سے ان دونوں دواؤں سے الگ ہے کہ شور کی تکلیف اعضاء کے کناروں پر دردوں کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے یعنی شور سے ٹانگ یا گھٹنے کا درد یکدم جاگ اٹھتا ہے۔ شور کا یہ اثر کہ سوئے ہوئے دردوں کو جگا دے کافیا کی خاص علامت ہے۔

کافیا کی علامات غم کی بجائے خوشی کے جذبات سے پیدا ہوتی ہیں جسے شادی مرگ ہونا کہتے ہیں یعنی اچانک خوشی کی خبر ملنے سے جذبات میں جو ہیجان پیدا ہوتا ہے وہ کافیا کی علامت ہے۔ غم کے نتیجہ میں نیند اڑ جائے تو اس کے لئے بالکل اور نوعیت کی دوائیں ہیں۔

کافیا کا مریض شراب سے بہت زود حس ہوتا ہے ایسے ملکوں میں جہاں شراب بکثرت پی جاتی ہے وہاں بھی شراب کو ہاتھ لگانے سے پرہیز کرتے ہیں کیونکہ شراب ہیجان انگیز مشروب ہے۔ کافی سے بھی ہیجان پیدا ہوتا ہے۔

کافیا میں جلد کی زود حسی ناقابل بیان ہے عجیب قسم کی سنسناہٹ اور درد کی کیفیت ہوتی ہے اس زود حس کے قریب تر دوا زنکم میٹیلیکم ہے جس کی زود حسی بھی بےقراری پیدا کرتی ہے جلد پر عجیب و غریب چیزیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ یہ کیفیت عموماً بیماری کے شفا پاتے وقت ہوتی ہے۔ مثلاً اگر فالج کا مریض صحتیاب ہو رہا ہو تو اس وقت یہ زود حسی تنگ کرتی ہے جیسے سوئے ہوئے پاؤں میں جان پڑتی ہے اور اسے کوئی چھیڑ دے تو سارے جسم کو جھٹکا لگتا ہے اور سنسناہٹ کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ جلد کی اسی قسم کی کیفیت جو زیادہ تکلیف دہ ہو کافیا کی زود حسی میں پائی جاتی ہے۔ زنکم اور کافیا میں فرق یہ ہے کہ کافیا کی زود حسی بیماری کا پیشہ خیمہ ہے جبکہ زنکم کی زود حسی بیماریوں سے واپس لوٹنے کے وقت ملتی ہے۔ زنکم میں پاؤں کی بےچینی اور زود حسی نمایاں ہے۔ ارجنٹم نائیٹریکم میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے۔ مختلف علامتیں دواؤں کا خصوصی مزاج بن جاتی ہیں انہیں خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیا کریں اور دواؤں کے نام کے ساتھ باندھ لیا کریں ورنہ بعض دفعہ علامت یاد رکھنے میں اتنی طاقت صرف ہو جاتی ہے کہ یہ بھول جاتا ہے کہ کس دوا کی علامت تھی لیکن یاد رہتی ہے۔ اس لئے بار بار دہرائی کرنی پڑتی ہے۔ بار بار یاد کرنے سے ذہن پر نقش ہو جاتی ہیں۔

کافیا کے مریض کو قدموں کی چاپ سے بھی گھبراہٹ ہوتی ہے اس کی جلد پر خارش کے دانے بھی نمودار ہو جاتے ہیں جو اسے فاسفورس سے ممتاز کر دیتے ہیں۔ فاسفورس میں جلد کی بےچینی بہت تکلیف دہ چیز ہے لیکن جلد کا رنگ نہیں بدلتا مگر سوزش سی محسوس ہوتی ہے اور معمولی سرخی آ جاتی ہے لیکن دانے نہیں بنتے کافیا میں سرخ دانے بن جاتے ہیں جو اچانک ظاہر ہوتے ہیں اور اچانک ہی غائب ہو جاتا ہے وہ اعصابی دباؤ جس کی وجہ سے یہ دانے ظاہر ہوئے ہیں مستقل نہیں رہتا۔ معدے اور خون کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہونے والی جلدی علامتیں اچانک ختم نہیں ہوتیں۔

کافیا آناً فاناً اثر کرنے والی دوا ہے۔ غیر معمولی ہیجان اور ذہنی تھکاوٹ کی وجہ سے نیند اڑ جائے تو فوری اثر دکھاتی ہے اسی طرح دوسری بیماریوں میں بھی بہت جلد فائدہ پہنچاتی ہے اس لحاظ سے بہت فائدہ مند دوا ہے۔ کافیا کے مریضوں کو ہسٹیریا ہو جاتا ہے جذبات کے غلبہ کے نتیجہ میں بےہوشی طاری ہوتی ہے۔ جذبات کی تحریک سے دندل پڑ جانا، شدید سر درد، چہرے کی اعصابی دردیں اور اسہال جاری ہو جانا بھی کافیا کی خاص علامتیں ہیں۔

کافیا کے مریض بہت ذہین ہوتے ہیں بات سنتے ہی فوری ردعمل دکھاتے ہیں قوت احساس میں غیر معمولی زیادتی ہو جاتی ہے قوت سامعہ میں بھی تیزی آ جاتی ہے دور کی آوازیں سنائی دینے لگتی ہیں جو عام لوگوں کو سنائی نہیں دیتیں سونے کے لئے لیٹے تو نیند کے بجائے دور سے کتے بھونکنے کی آواز یا دوسرے جانوروں کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔ آوازوں کی زود حسی بھی اس کا خاصا ہے اسی لئے آواز سے بعض تکلیفیں بڑھ جاتی ہیں۔

ایک اور دلچسپ علامت یہ ہے کہ بیتے ہوئے زمانے کے خوشگوار واقعات ذہن میں جاگ اٹھتے ہیں، پرانی پڑھی ہوئی شاعری یاد آنے لگتی ہے دماغی قویٰ میں غیر معمولی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ شعور کا دائرہ سطحی نہیں رہتا بلکہ زیادہ وسیع اور گہرا ہو جاتا ہے۔ زود حسی لاشعور کی طرف حرکت کرتی ہے اور اسے متحرک کر دیتی ہے۔ دور کے واقعات یاد آنے لگتے ہیں دور کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ پرانے زمانوں کے مزے اور خوشبوئیں بھی یاد آ جاتی ہیں یہ علامات کافیا کی ہیں لیکن ضروری نہیں ہے کہ ان کو دور کرنے کے لئے بھی علاج کیا جائے۔

کافیا کا مریض سردی سے بھی زود حس ہوتا ہے بہت سردی لگتی ہے لیکن مونہہ اور دانتوں کے درد میں برف کا پانی مونہہ میں رکھنے سے آرام ملتا ہے چونکہ دانتوں کا درد اعصابی تکلیف کی وجہ سے ہے اس لئے دانتوں کے اعصاب کو گرمی پہنچانے سے سخت تکلیف ہوتی ہے اور ٹھنڈ آرام دیتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دانت کا درد اور مونہہ کی تکلیفیں اعصابی نوعیت کی ہیں۔ اعصاب زود حس ہو جاتے ہیں اس لئے درد کو سردی پہنچانے سے آرام آتا ہے ورنہ کافیا کے مریض کے لئے سردی بذات خود مفید نہیں ہے بلکہ بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ ڈھکے ہوئے اعصاب کی تکلیفوں میں سردی کے بجائے اکثر گرم ٹکور فائدہ دیتا ہے لیکن جن اعصاب کے کنارے ننگے ہوگئے ہوں وہاں سردی فائدہ دیتی ہے اور گرمی تکلیف پہنچاتی ہے بظاہر یہ تضاد معلوم ہوتا ہے لیکن اگر اس فرق کو سمجھ لیا جائے تو کوئی تضاد نہیں ہے عام قابل فہم بات ہے۔

کافیا کے مریض کا چہرہ عموماً تمتمایا ہوا نہیں لیکن بعض بیماریوں میں سر کی طرف دوران خون زیادہ ہو جاتا ہے، چہرہ اور سر گرم ہو جاتے ہیں یہ علامت بیلاڈونا سے ملتی ہے۔ گرمی اور حدت کا احساس ہوتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ بیلاڈونا کا مریض سست اور مدہوش سا ہوتا ہے اس کے شعور میں غفلت پائی جاتی ہے۔ کافیا کا مریض ہوش مند اور باشعور ہوتا ہے اسے کافیا دینے سے آرام آئے گا۔

کافیا کی ایک اور عجیب علامت ہے کہ گدی کے پیچھے کوئی چیز چیخنے کا احساس ہوتا ہے۔ اگر کانوں کے اعصاب میں کمزوری پیدا ہو جائے تو یہ احساس ہونے لگتا ہے لیکن کافیا میں ان آوازوں کا مرکز گدی میں ہوتا ہے۔

کافیا کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے نکس وامیکا سب سے مؤثر دوا ہے۔

کافیا کے مریض کی قبض اوپیم سے مشابہ ہوتی ہے اوپیم دینے سے پہلے قبض ہو جاتی ہے اگر بار بار دیں تو شدید اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ اگر اوپیم کی علامتیں نمایاں ہوں کہ قبض اسہال میں بدل جائے تو پلسٹیلا بہت مؤثر دوا ہے۔ اگر پلسٹیلا کی علامات رکھنے والے مریض میں تکبر اور اپنی بڑائی کا احساس پایا جائے تو پلاٹینم دینی چاہیئے۔

کافیا میں خارش کی علامت پائی جاتی ہے۔ عموماً یہ خارش مقامی ہے جو محدود دائرے میں ہی رہتی ہے۔ آلات تناسل میں خارش اور زود حسی بھی کافیا کی علامت ہے۔ اس میں خارش کے ساتھ ایک بیماری کا مزہ پیدا ہو جاتا ہے جو جنون کی حد تک بڑھ جاتا ہے اور مریض اپنے آپ کو زخمی کرلیتا ہے یہ کافیا کی خاص علامت ہے۔ کافیا میں حیض کا خون مقدار میں زیادہ ہوتا ہے سیاہ منجمد خون کے ٹکڑے جن کی زیادتی حرکت سے ہوتی ہے۔ وضع حمل کے دوران اور بعد میں ناقابل برداشت دردیں جو اعصاب کو متاثر کریں بھی کافیا کی علامت ہے۔ عورتوں میں خوشی کے جذبات کے نتیجہ میں بھی خون جاری ہو جائے یا خود بخود دودھ نکلنے لگے تو کافیا ہی اصل دوا ہے۔ بعض اوقات عورتوں کو بغیر بچے کے ہی دودھ جاری ہو جاتا ہے۔ خوشی کے نتیجہ میں جو بھی بداثرات ظاہر ہوں ان میں کافیا مفید ہے۔

کالوسنتھ

COLOCYNTH

کولوسنتھ بہت اہم دوا ہے اور روزمرہ کی اچانک پیدا ہونے والی بیماریوں مثلاً پیٹ درد وغیرہ میں بہت مفید ہے۔ ایسی عورتیں جو بہت زود حس ہوں اور لمبا عرصہ اپنے عزیزوں کی طرف سے دی جانے والی تکلیفیں برداشت کرتی رہی ہوں انکے کے لئے بھی یہ بہت اہم دوا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی سٹیفی سیگریا سے مشابہت ہے کیونکہ سٹیفی سیگریا میں بھی دبا ہوا غصہ اور ناپسندیدگی کا اظہار موجود ہے لیکن اس کی مریضہ غصہ ضبط کرنے کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ سٹیفی سیگریا کی علامات ظاہر کرتی ہے لیکن کولوسنتھ میں غصہ کے جذبات پیدا ہونے پر فی الفور پیٹ درد کا دورہ ہوتا ہے یا کسی اور جگہ تشنج ہو جاتا ہے۔

کولوسنتھ کی مخصوص علامت پیٹ کا درد ہے یہ درد اتنا شدید ہوتا ہے کہ مریض ایک لحہ بھی چین سے نہیں بیٹھ سکتا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مریض درد کی شدت سے دہرا ہوتا ہے اور آگے جھکتا ہے چونکہ دباؤ سے آرام آتا ہے اس لئے مریض ماؤف حصہ کو دبا لیتا ہے اور آگے جھکنے سے سکون محسوس کرتا ہے۔ دباؤ اور گرمی پہنچانے سے آرام آتا ہے۔ میگنیشیا فاس کا بھی یہی مزاج ہے اس لئے میں کولوسنتھ کو میگنیشیا فاس سے ملا کر ایسی بیماریوں میں استعمال کرتا ہوں اللہ کے فضل سے بہت آرام محسوس ہوتا ہے۔

کولوسنتھ چونکہ بنیادی طور پر اعصابی تکلیف کی دوا ہے اس لئے اگر بیرونی سطح پر درد ہو تو وہاں سے گزرنے والے اعصاب میں بل پڑتے ہیں اور شکنجہ سا محسوس ہوتا ہے۔ پیٹ کے درد میں بھی انتڑیوں میں بل پڑتے ہیں۔ کولوسنتھ میں اعصاب کے چھوٹے چھوٹے دائروں کے بجائے اعصاب کی لمبی رگوں میں درد محسوس ہوتا ہے مثلاً ہاتھ یا پاؤں کے اعصاب کے بجائے انتڑیوں، کمر، بازو وغیرہ کے اعصاب میں درد ہوتا ہے۔ سائیٹیکا کے درد کمر سے شروع ہو کر نیچے ٹانگوں میں اترتی ہیں۔ بازو کا درد پورے پہلو میں ہوتا ہے۔

کولوسنتھ میں دردیں دورے کی شکل میں ہوتی ہیں۔ ہر دورہ پہلے دورہ سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ درد بڑھتا ہے اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ کولوسنتھ دینے سے فوراً آرام آتا ہے۔ مردوں میں کاروبار میں ناکامی کی وجہ سے یا کوئی صدمہ پہنچنے سے بھی درد کا دورہ پڑ جاتا ہے عورتوں میں عموماً جذباتی صدموں کے نتیجہ میں تکلیف کے دورے پڑتے ہیں اور زود حس کے نتیجہ میں بہت تکلیف میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ یہ دورے مضبوط پرخون مریضوں میں نہیں ہوتے۔ اس کے مزاج اور جسمانی ساخت میں نزاکت پائی جاتی ہے۔

کولوسنتھ کا سر درد بھی بہت شدید ہوتا ہے اور آنکھ میں حرکت کرنے سے تکلیف بڑھتی ہے۔ چہرے کے اعصاب میں زود حسی اور تکلیف پائے جائے جیسے دبانے اور ٹکور کرنے سے آرام آئے تو اس میں کولوسنتھ غیر معمولی فائدہ مند دوا ہے اور ایسے اعصابی دردوں کو بہت جلد افاقہ ہوتا ہے۔ کولوسنتھ میں دردیں لہر در لہر آتی ہیں ہر اگلی لہر پہلی لہر سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے یہاں تک کہ مریض کی چیخیں نکل جاتی ہیں اور مریض کو ہسٹیریا کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ کولوسنتھ کی چند گولیاں مونہہ میں رکھتے ہی سکون محسوس ہوتا ہے ہومیو پیتھک میں یہ خوبی ہے کہ بیماری کو دور کرکے فوراً آرام پہنچاتی ہے۔ ایلوپیتھک میں درد کا احساس مٹانے کے لئے تیز دوائیں دی جاتی ہیں اور درد مٹ بھی جاتا ہے لیکن بیماری غائب ہو کر درد کا اتنی تیزی سے مٹ جانا کسی اور طریقہ طب میں نہیں پایا جاتا۔ کولوسنتھ میں اکثر یہ چیز دکھائی دیتی ہے۔

کولوسنتھ کے دانت کے درد میں سردی نقصان پہنچاتی ہے اور ٹکور سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا درد ٹیسوں کی شکل میں آتا ہے اور ٹیسوں کے دورے پڑتے ہیں، ہر ٹیس اگلی ٹیس سے زیادہ ہوتی ہے۔ دباؤ اور ٹکور سے آرام آتا ہے اور بہت خوشگوار اثر طبیعت پر پڑتا ہے۔

اعلان نکاح

☆ مورخہ ۲۳-۳-۹۷ مسجد احمدیہ فضل عمر چنتہ کنٹہ میں مکرم مولوی محمود احمد خادم فاضل سرکل انچارج تبلیغ حلقہ رائچور کرناٹک نے محترمہ صادقہ بیگم صاحبہ بنت مکرم عاشق احمد صاحب چنتہ کنٹہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرم نصیر احمد صاحب طارق معلم وقف جدید بیرون مبلغ (۱۵۱۵۱) پندرہ ہزار ایک صد اکاون روپے پر کیا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت بنائے۔ آمین۔

اعانت بدر ۵۰ روپے۔ (نصیر احمد خادم چنتہ کنٹہ)

☆ عزیزہ رفیقہ بیگم بنت مکرم نظام الدین صاحب مرحوم کا نکاح مورخہ ۱۴ فروری کو محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے پچیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم عزیز احمد اسلم ابن مکرم شکیل احمد صاحب آف بیجوپورہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ پڑھایا۔ احباب سے اس رشتہ کے جانبین کیلئے باعث برکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ ([illegible])

دعائے مغفرت

میری والدہ محترمہ اشرف النساء صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمد سلیمان صاحب آف مونگھیر بہار بعمر ۵۵ سال ۱۲ مارچ کو ہارٹ فیل ہونے سے وفات پا گئی ہیں مرحومہ نیک صالحہ پابند صوم و صلوٰۃ خاتون تھیں آپ نے دو لڑکے دو لڑکیاں اولاد چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ میری والدہ مرحومہ اور مرحوم والد صاحب کی مغفرت فرمائے۔

(سیدہ فاطمہ بلقیس)